بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۴۵ — شمارہ ۳۵

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

مانیبیر: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے
بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516
POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۱۴ ربیع الثانی ۱۴۱۷ ہجری ✤ ۲۹ ظہور ۱۳۷۵ ہش ✤ ۲۹ اگست ۱۹۹۶ ع

1504. Engr. M.Salam E.E.;
Power System Planning
Directorat
H.P.S.E.B. Vidyut Bhava
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

من ہیم (جرمنی) ۲۴ اگست (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت اقدس امیرالمؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خیریت سے ہیں حضور انور نے کل یہاں جماعت احمدیہ جرمنی کے سالانہ جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور نے ٹھیک ۵½ بجے لوائے احمدیت لہرایا اور خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ آج حضور نے ہندوستانی وقت کے مطابق ۱½ بجے بعد دوپہر جلسہ خواتین سے خطاب فرمایا۔ حضور نے اپنے خطاب میں محبتِ الٰہی اور اس کے حصول کے ذرائع پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ احباب حضور ایدہ اللہ کو اپنی خصوصی دعاؤں میں یاد رکھیں ✤

دنیا کو زندہ کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ توحید کی راہ ہے

وہ توحید جو میں کہتا ہوں کہ اپنے نفس میں جاری کریں وہ عجز کے سوا ممکن نہیں اور سچا عجز اپنی ذات پر گہری نظر ڈالے بغیر ممکن نہیں

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے افتتاحی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ البقرہ کی آیت نمبر ۲۶۱ "واذ قال ابراہیم رب ارنی کیف تحی الموتی ...... الخ" کی تلاوت کی اور پھر فرمایا کہ آج کے خطبہ جمعہ میں توحید کے مضمون کا آغاز کیا تھا جس کا مرکزی نقطہ وہ شہادت ہے جو ہم ہر نماز میں دیتے ہیں یعنی اللہ ایک ہے، اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اسی مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے حضور نے درود کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا کہ درود شریف میں حضرت محمدؐ رسول اللہ کے ساتھ ایک اور نبی یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر ملتا ہے۔ توحید کے مضمون میں جو مرتبہ حضرت ابراہیمؑ کا ہے حضرت محمد رسول اللہؐ کے بعد اور کسی کو وہ مرتبہ نصیب نہیں ہوا۔ توحید کا حضرت ابراہیمؑ کی ذات سے گہرا تعلق ہے جو قرآن کریم میں اظہر من الشمس ہے۔

حضور نے فرمایا کہ یہ آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے یہ حضرت ابراہیمؑ کے بنی نوع انسان کو امت واحدہ بنانے سے تعلق رکھتی ہے اور چونکہ یہ اعزاز حضرت محمد مصطفیٰؐ کو حاصل ہونا تھا اس لئے آپؐ ابراہیمی دعاؤں کا منتہیٰ تھے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں ایک ایسا مضمون ہے جس کا آج ہماری جماعت سے بھی ایک بہت گہرا تعلق ہے اور یہ وہی امت واحدہ بنانے والا مضمون ہے کہ مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے کیسے لوگ زندہ ہونگے اور حضرت محمدؐ رسول اللہ کی آواز پر دوڑے چلے آئیں گے۔

حضور نے اس آیت کریمہ کے تشریحی ترجمہ اور مطلب کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ طرز کلام بتا رہی ہے کہ یہ مستقبل میں ہونے والے ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو خوشخبری دی تھی کہ تیری ذریت و نسل سے وہ داعی الی اللہ پیدا ہوگا جو تمام دنیا کے

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

نظام جماعت کی بقا اطاعت پر منحصر ہے اور اطاعت کی بقا تعاون علی البر پر منحصر ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ، ۲ اگست ۱۹۹۶ء)

لندن (۲ اگست): سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے سورہ المائدہ کی آیت نمبر ۳ کی تلاوت فرمائی اور پھر اس کا ترجمہ و تشریح بیان کرتے ہوئے خصوصیت سے اس آیت میں مذکور نیکی اور تقویٰ میں تعاون سے متعلق قرآنی تعلیم کے حوالہ سے فرمایا کہ یہ عظیم الشان عالمگیر تعلیم ہے جس کو نہ سمجھنے کے نتیجہ میں بہت سے علماء بعض دوسری آیتوں سے ایسے استنباط کرتے ہیں جو ان مضامین سے متصادم ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ یہ آیت قطعیت سے محکمات میں سے ہے۔ اس میں دو نصائح ہیں ایک تو یہ کہ جب تم حاکم بنو تو ہرگز ایسی قوم سے بھی ناانصافی سے پیش نہ آؤ جو تم سے ناانصافی سے پیش آتی رہی ہو اور تمہارے دینی فرائض میں بھی مخل ہوتی رہی ہو۔ دوسرے یہ کہ ان سے بھی نیک کام میں اور تقویٰ میں تعاون کرو۔ یہاں تقویٰ سے مراد ابتدائی انسانی فطرت میں ودیعت شدہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ دراصل دل کی سچائی کا دوسرا نام ہے۔ سچائی کا مضمون تقویٰ کے آغاز سے تعلق رکھتا ہے۔ بغیر سچائی کے تقویٰ قائم نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کا مضمون بتاتا ہے کہ نیکی کے کام میں مشرکوں سے بھی تعاون کرنا ہے۔ تعاون میں طوعی مضمون داخل ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جو لوگ نیکیوں میں تعاون کرتے ہوں اور یہ نہ پوچھتے ہوں کہ کیوں کریں، آخر کس کا حکم ہے، بلکہ نیکی بے اختیار اپنی طرف کھینچے انہیں کیا ضرورت ہے کہ زور دے کر کہا جائے کہ اطاعت کرو۔ آپ جماعت کے نظام پر غور کر کے دیکھیں، اطاعت سے باز رہنے والے وہی ہیں جو نیکیوں میں تعاون کا رجحان نہیں رکھتے۔ وہ احساس کمتری جو بسا اوقات اطاعت کی راہ میں حائل ہوتا ہے وہ تعاون کرنے والوں میں ہوتا ہی نہیں۔

حضور نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پاکیزہ اسوہ کے حوالے سے بتایا کہ وہ لوگ جو نیکیوں میں تعاون کرنے والے ہوں وہ معزز سے معزز تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور نبوت کا بھی یہی رستہ ہے۔ حضور نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی پیروی میں ضروری ہے کہ آپ کی وہ تمام صفات اختیار کی جائیں جو نبوت سے پہلے بھی تھیں اور ان میں نیکی کے کاموں میں مشرکوں سے تعاون بھی تھا۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

تم میں سے بہتر وہ ہے جو قرآن مجید سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔

شاوا سوہنے یار مبشر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم مبشر احمد صاحب مرحوم، نیشنل سیکرٹری سمعی و بصری جرمنی کے بارے میں جو نظم پنجابی زبان میں ارشاد فرمائی ہدیہ قارئین کی جاتی ہے۔ یہ نظم حضور انور کے ارشاد پر جلسہ سالانہ جرمنی 1995ء کی افتتاحی تقریب میں پڑھی گئی۔

(ادارہ)

آؤ بجنو مل بہیے تے گل اُس یار دی چلّے
ٹردے یار جیدھے دانے مُک گئے کل پرسوں دی گل اے

اُتلے یار نے جد سد ماری، پَنْ سٹی دنیا دی یاری
عرشاں تائیں لائی طاری، مار اڈاری کلّے

نِکّا رہ کے عمر ہنڈائی، سب دا سیوک سب دا پائی[2]
ذات اُچیّ سی کم وڈھے، پر نت بیندا سی تھلّے

جو کم آکھیا حاضر سائیں! کہہ کہ چھاتی ڈاٰئی
ہسدیاں سارے پاپڑ ویلے، سارے جھمیلے جھلّے

ایم۔ٹی۔اے دی خاطر گھبرو، چار چُپھیرے پونیا[3]
مخلص منڈے کڑیاں لبّ[4] کے، چونویں، چونویں ولّے

ودھیا سوچاں، نیک عمل تے عالی شان ارادے
گل وچ پائی پھردا ساڈے، ماڑے، موٹے، ٹلّے

نِکّا رہ کے اندر اندر اُچّا یار کمایا
باہروں دڑ وٹ رکھی جیویں کجھ نہ ہووے پلّے

میرا ساتھ نبھاون تائیں، کوئی راہ نہ چھڈی
جیہڑے رستیاں تو میں لنگیا، او ہی رستے ملّے

اونوں کیویں دسّاں کہ میں جیتھوں رنج سکھ پایا
شاوا سوہنے یار مبشر واہ واہ بلّے بلّے

کوڑے چار دناں دے میلے، اکّو گل ای سچ اے
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ تے اَللّٰھُمَّ صَلِّ

1 - بھن 2 - بھائی 3 - بھونیا 4 - لبھ

(احمدیہ گزٹ کینیڈا فروری ۹۶ء)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان ✤

انٹرنیشنل مجلس عرفان

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ۲۶ جولائی کو شام آٹھ بجے مردانہ جلسہ گاہ میں اردو زبان میں مجلس عرفان منعقد ہوئی جس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مختلف سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے۔ ان کا رواں ترجمہ مختلف زبانوں میں براہ راست ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر ہوتا رہا۔ سوال و جواب کی یہ مجلس انٹرنیشنل مجلس عرفان کا رنگ رکھتی تھی کہ اس میں مختلف ملکوں سے آئے ہوئے مہمانوں نے سوالات کئے۔ بعض سوال اس دوران بذریعہ فیکس بھی مختلف ممالک سے موصول ہوئے۔ ذیل میں چند ایک اہم سوال اور ان کے مختصر جوابات قارئین کی دلچسپی کے لئے تحریر ہیں۔ اس دلچسپ مجلس سے بھرپور طور پر فیض یاب ہونے کے لئے آپ شعبہ سمعی و بصری سے اس کی آڈیو یا ویڈیو کیسٹ حاصل کر سکتے ہیں۔

ایک سوال جو انڈونیشیا سے آئے ہوئے ایک مہمان نے کیا یہ تھا کہ حدیث میں ہے کہ امام مہدی حضرت فاطمہؓ کی نسل سے ہوگا۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کسی کتاب میں اس کا ذکر فرمایا ہے؟ حضور نے اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ کسی کتاب میں ذکر کی ضرورت نہیں۔ حضور نے سوال کی نوعیت کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تو حضرت فاطمہؓ کی نسل سے نہیں تھے البتہ آپ کے آباء و اجداد میں سے بعض حضرت فاطمہؓ کی اولاد میں سے بھی تھے۔ لیکن اصل سوال یہ ہے کہ کیا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین آدمیوں کے آنے کی خوشخبری دی ہے یا دو آدمیوں کی۔ ایک تو مسیح ابن مریم کے آنے کی خبر ہے۔ اور حضرت مسیح تو ظاہر ہے کہ حضرت فاطمہؓ کی نسل سے نہیں ہونگے۔ حضور نے فرمایا کہ ہم کہتے ہیں کہ امام مہدی اور مسیح موعود کی خوشخبری جو دی گئی ہے یہ ایک ہی وجود کے دو نام ہیں۔ اگر غیر احمدیوں کی بات مانی جائے تو دو الگ الگ وجود ہیں۔ ایک مسیح ابن مریم جو وہ مانتے ہیں کہ حضرت فاطمہؓ کی نسل سے نہیں۔ اب رہ گئے امام مہدی۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان کا قرآن و حدیث میں ذکر ہے۔ اگر ہے تو کہاں ہے۔ حضور نے فرمایا کہ سورہ جمعہ میں "و آخرین منھم" کے الفاظ میں جس امام کے آنے کی خبر دی گئی ہے اس کا آنحضرتؐ کے نام پر دوبارہ آنا بتایا گیا۔ یہ پیش گوئی اگر امام مہدی پر چسپاں ہوتی ہے تو پھر وہ امام مہدی اسی طرح آئے گا جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے بخاری کی حدیث کے حوالہ سے ذکر فرمایا کہ جب اس آیت کی بابت صحابہ نے سوال کیا کہ "آخرین" کون ہیں تو حضور اکرمؐ نے اس کی تشریح یہ فرمائی کہ اگر ایمان ثریا پر بھی چلا جائے تو ان لوگوں میں سے ایک مرد ایسا ہوگا یا ایک سے زیادہ مرد ہونگے جو ثریا سے ایمان کو واپس لائیں اور یہ فرماتے ہوئے آپ نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا جو ایک عجمی تھے جو وہاں موجود تھے۔ حضور اکرمؐ نے کسی عربی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر یہ ارشاد نہیں فرمایا۔ پس آیت قرآن کریم کی اور حدیث بخاری کی ہے اور یہ حدیث قرآن کی اس آیت سے مطابقت کھا کر اس کی وضاحت کرتی ہے۔ پس قرآن و حدیث کی رو سے ایک ہی شخص ہے جو امام مہدی ہے ورنہ یہ مطلب ہوگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی بڑی خوش خبری کو چھوڑ کر کسی تیسرے کی خبر دے رہے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے اس موقعہ پر حضرت سلمان فارسی کا کندھا چنا ہے جو حضرت فاطمہ کی نسل سے ہو نہیں سکتے اور نہ ہی تھے۔

حضور نے فرمایا کہ جب حضرت فاطمہ کی نسل سے آنے کا وعدہ فرمایا تو دو باتیں ہیں جو اس حدیث کے ساتھ جوڑ کہہ سکتی ہیں۔ اول یہ کہ اس موعود کو حضرت فاطمہؓ کی روحانی نسل شمار کریں اور روحانی اہل بیت شمار کریں۔ کیونکہ اگر جسمانی نسل مانیں تو قرآن کی اس آیت اور حدیث میں تصادم ہو جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ روحانی نسل میں سے ہونے سے متعلق ایک اور حدیث قطعیت سے وضاحت کرتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی اہل بیت میں سے ہیں۔ چنانچہ غزوہ احزاب کے دوران ایک موقعہ پر حضور اکرمؐ نے فرمایا "سلمان منا اھل البیت" کہ سلمان ہم میں سے اہل بیت میں سے ہے۔ اب جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود اہل بیت قرار دیں کیا کوئی دنیا میں ہے کہ اسے کہے کہ وہ اہل بیت میں سے نہیں؟ حضور اکرمؐ نے اہل بیت سے جسمانی رشتہ نہ رکھنے والوں میں سے کسی کو سوائے حضرت سلمان فارسیؓ کے اہل بیت میں سے قرار نہیں دیا۔

برازیل سے آئے ہوئے ایک مہمان نے کہا کہ وہاں سپریچولزم بہت مقبول ہے اور ٹی وی پروگراموں کے حوالہ سے کہا کہ بعض عیسائی پادری اس قسم کے مظاہرے کرتے ہیں کہ کئی مریض ایک دفعہ ٹھیک ہو گئے وغیرہ۔ حضور نے فرمایا کہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں۔ افریقہ میں یہ لوگ اسی قسم کے داؤ پیچ کرتے رہے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بعض لولے لنگڑے لے کر وہاں پہنچ جائیں اور انہیں کہیں کہ انہیں اپنی روحانی توجہ سے ٹھیک کریں۔ دوسرے یہ کہ اخباروں میں لکھیں کہ حکومتیں خواہ مخواہ ہسپتالوں پر کثیر اخراجات کر رہی ہیں انہیں بند کر کے ان سپریچولسٹ کو کیوں ملازم نہیں رکھ لیتیں۔

ایک سوال حضرت یونس علیہ السلام کے مچھلی کے پیٹ میں رہنے والے واقعہ سے متعلق تھا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دیتے ہوئے بتایا کہ ایک قسم کی وہیل مچھلی ایسی ہے جس کے منہ کے اندر دانت نہیں ہیں اور اس کے اندر Doom سا بنا ہوا ہے۔ جس میں بہت سی ہوا رہتی ہے۔ اس کے متعلق سائنس دان کہتے ہیں کہ اگر وہ کسی کو نگلے اور وہ اس کے گلے میں اٹک جائے تو نہ صرف یہ اسے قے کر کے اگلے گی بلکہ اس کی عادت ہے کہ کنارے کی طرف آکر اگلتی ہے۔ ہو سکتا ہے حضرت یونسؑ کو نگلنے والی مچھلی بھی اسی قسم سے تعلق رکھتی ہو۔

اس بارہ میں امریکہ سے تشریف لانے والی ایک مہمان خاتون نے خواتین کی مارکی سے مزید وضاحت چاہی تو حضور نے فرمایا کہ قرآن مجید میں حضرت یونس علیہ السلام کے تین دن رات مچھلی کے پیٹ میں رہنے کا کوئی ذکر نہیں۔ کتنی دیر رہے اس کا ذکر خدا تعالیٰ نے نہیں فرمایا۔ وہ اتنا عرصہ رہے کہ مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہ سکتے تھے تا آنکہ مچھلی نے انہیں اگل دیا۔ اور وہ اس وقت قرآن مجید کے بیان کے مطابق "سقیم" تھے۔

ایک سوال یہ کیا گیا کہ امریکہ اور کینیڈا میں یہ رواج پھیل رہا ہے کہ لوگ بچے کی پیدائش کے وقت ویڈیو فلمیں بناتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟ حضور ایدہ اللہ نے اس کے جواب میں تفصیل سے امریکہ اور کینیڈا وغیرہ میں بڑھتی ہوئی بے حیائی اور فحاشی کا ذکر کیا اور بتایا کہ یہ بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ یہ ناجائز ہے اور بے حیائی ہے۔ اگر طبی نقطہ نظر سے ایسی ویڈیو بنانا ضروری ہو تو اس کا استعمال محدود رکھنا ہوگا۔

عیسائی سپریچولسٹ کے متعلق سوال کے حوالہ سے ایک دوست نے کہا کہ عیسائی پادریوں کو جب یہ کہا جاتا ہے یہ لولے لنگڑے ہیں انہیں اپنی روحانی توجہ سے ٹھیک کر کے دکھاؤ تو وہ کہتے ہیں کہ معجزہ ایمان لانے والے کے حق میں دکھایا جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت مسیح نے یہ بھی تو فرمایا تھا کہ اگر تم میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا تو وہ سب معجزے دکھا سکتے ہو جو میں دکھاتا ہوں۔ حضور نے اپنا ایک واقعہ بتایا کہ ایک عیسائی پادری خاتون نے جب یہی جواب دیا تو حضور نے اسے جواباً یہی فرمایا کہ جس وجود پر خود آپ کو ایمان نہیں اس کی طرف ہمیں کیسے بلا سکتی ہو۔ آپ پہلے مردے زندہ کر کے دکھائیں، پانی پر چل کر دکھائیں پھر ہمیں تمہارے سچے مسیحی ہونے کا علم ہوگا۔ باقی باتیں بعد میں ہونگی۔

ایک سوال سالگرہ منانے کے متعلق بھی ہوا کہ کیا یہ جائز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ کہیں کیا کسی آسمانی صحیفے میں کسی نبی کی سالگرہ منانے کا ذکر ملتا ہے؟۔ اگر پیدائش کے دن کو خوشی کا دن منانا ہے تو سب سے زیادہ نبیوں کا حق ہے کہ ان کی سالگرہ منائی جائے اور ان کے بچپن میں تو کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ یہ بچہ نبی بنے گا۔ حضور نے فرمایا کہ سالگرہ کی رسمیں محض مغربی رسموں کی اندھی تقلید ہے۔

یہ دلچسپ مجلس قریباً ڈیڑھ گھنٹے سے زائد وقت جاری رہی۔ جس میں خواتین نے بھی خواتین کی مارکی سے بذریعہ مائیکروفون حضور ایدہ اللہ سے سوالات دریافت کئے۔ یہ اپنی نوعیت کی منفرد مجلس عرفان تھی جو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر منعقد ہوئی اور براہ راست ساری دنیا میں ایم ٹی اے کے ذریعہ نشر ہوئی۔ اسے بلاشبہ انٹرنیشنل مجلس عرفان کہا جا سکتا ہے۔

(رپورٹ۔ ابو لبیب)

جانوروں کی انوکھی دنیا

نیلا وہیل

نیلی وہیل اس دھرتی پر رہنے والی سب سے لمبی ضخیم آبی جانور ہے۔ یہ اتنی بڑی ہوتی ہے کہ ایک ہی مرتبہ میں اس کا تمام کا تمام وزن کرنا کبھی بھی ممکن نہیں ہو سکا۔

قطبی خطوں میں پائی جانیوالی وہیل کی یہ قسم تقریباً 33 فٹ لمبی اور 180 ٹن تک وزنی ہوتی ہے۔ مادہ نیلی وہیل نر کے مقابلہ میں زیادہ لمبی اور بھاری ہوتی ہے۔ یہ شاندار دودھارو جانور کرل نامی ایک جھینگا نسل کے جانور کو کھا کر اپنا پیٹ بھرتی ہے۔ یہ ہر روز 4 ٹن مچھلی کھا جاتی ہے۔ اس کی ایک انوکھی خوبی یہ ہے کہ نیلے وہیل کے دانت نہیں ہوتے۔ اور دانتوں کی جگہ پر اس کے منہ میں بڑے برش جیسی نیلی پلیٹیں لٹکتی ہوتی ہیں۔ یہ وہیل ایک ہی مرتبہ میں بڑی مقدار میں پانی منہ میں کھینچ لیتی ہے۔ جس میں ہزاروں مچھلیاں ہوتی ہیں۔ یہ پانی وہیل کے منہ کے کناروں سے باہر نکل جاتا ہے۔ اور اس کے بعد وہ مچھلیوں کو نگل جاتی ہے۔ تمام جانداروں کی دنیا میں وہیل کی شرح افزائش بھی سب سے زیادہ ہے نیلی وہیل کے بچہ کا صرف دو ماہ میں وزن بڑھ کر 26 ٹن ہو جاتا ہے۔ نیلی وہیل کم دائروں کی دھڑکنوں کے ذریعہ ایک دوسرے سے رابطہ کرتی ہے۔ ان دھڑکنوں کا 830 کلو میٹر تک کے فاصلہ سے پتہ لگایا جا سکتا ہے۔

ہند سماچار جالندھر کی اشاعت ۴ جولائی ۹۶ء میں نیلا وہیل کے بارہ میں چند معلومات شائع ہوئی ہیں اسکے شکریہ کے ساتھ قارئین کے ازدیاد علم کے لئے پیش خدمت ہیں

درخواست دعا

گذشتہ دنوں دائیں پیر میں موچ آجانے سے خاکسار کی والدہ کی ہڈی میں شدید چوٹ آئی ہے۔ احباب جماعت سے ان کی شفائے کاملہ عاجلہ اور صحت و سلامتی والی لمبی عمر پانے کے لئے درخواست دعا ہے۔

(محمد رئیس صدیقی کانپور)

خطبہ جمعہ

یہ زمانہ وہ آگیا ہے کہ جب تبلیغ کے تقاضے ہر دوسرے تقاضے سے بالا ہو گئے ہیں

اب قوموں کی تقدیریں پلٹنے کا زمانہ آگیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں میں قوموں کی تقدیروں کی باگ ڈور تھما دی گئی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۱ جون ۱۹۹۶ء مطابق ۲۱ احسان ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام بیت السلام، ٹورانٹو (کینیڈا)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. «بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.»

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۴﴾

وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ ﴿۲۱۵﴾

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۱۶﴾

فَاِنْ عَصَوْكَ فَقُلْ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۱۷﴾

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿۲۱۸﴾

الَّذِيْ يَرٰىكَ حِيْنَ تَقُوْمُ ﴿۲۱۹﴾

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ ﴿۲۲۰﴾

اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۲۱﴾ (سورہ الشعراء آیات ۲۱۴ تا ۲۲۱)

ان آیات کے مضمون سے متعلق کچھ گزارشات کرنے سے پہلے میں یہ اعلان کرنا چاہتا ہوں کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ کینیڈا کو اپنا بیسواں سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق عطا ہو رہی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ گزشتہ جتنے جلسے ہیں ان میں ہر سال قدم ترقی کی طرف آگے بڑھتا رہا ہے اور ہر سال کوئی نہ کوئی نیا سنگ میل رکھنے کی توفیق ملتی رہی ہے۔ امسال کا جلسہ سالانہ اپنے ساتھ ایک اور قسم کی خوش خبری بھی لایا ہے جس کا تعلق صرف جماعت کینیڈا سے نہیں بلکہ بطور خاص جماعت انگلستان سے بھی ہے اور عموماً تمام دنیا کی جماعتوں سے ہے۔ اب تک اللہ تعالیٰ کے فضل سے ٹیلی ویژن کے ذریعے مرکزی پیغام اور مرکزی جلسے اور مرکزی مجالس تمام دنیا میں دیکھی اور سنی جا سکتی تھیں۔

گزشتہ ایک موقع پر میں نے جماعت سے یہ گزارش کی تھی کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ دن بھی آئیں گے جب ہم دو طرفہ ایک دوسرے کو دیکھ سکیں گے۔ پس آج کے مبارک جمعہ سے اس دن کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس وقت انگلستان میں مختلف مراکز میں بیٹھے ہوئے احمدی ہمیں دیکھ رہے ہیں اور ان کی تصاویر یہاں پہنچ رہی ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ سکتے ہیں مگر جو منتظمین Mix کرنے پر مقرر ہیں ان کو یہ خیال کیوں نہیں آرہا کہ جب میں یہ کہہ رہا ہوں تو وہ بھی دکھا دیں جو لوگ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب یہ بھی دکھائے ہیں تو شیخ مبارک احمد صاحب دکھائے ہیں جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب سامنے، اب دیکھ لیجئے امام مسجد فضل لندن عطاء المجیب صاحب راشد وہ ہمیں سامنے دکھائی دے رہے ہیں۔ وہ مجھے دیکھ رہے ہیں، میں انہیں دیکھ رہا ہوں۔ ان کے پیچھے جو مختلف احباب جماعت لندن کے کھڑے ہیں وہ بھی ہاتھ ہلا رہے ہیں اور بیک وقت ہم ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں اور مجھے وہ سن رہے ہیں لیکن ان کے دل کی دھڑکنیں مجھے بھی سنائی دے رہی ہیں۔ یہ دراصل ایک عظیم پیش گوئی تھی جو ایک پہلو سے تو بارہا پوری ہو چکی اب ایک نئے پہلو سے بھی پوری ہو رہی ہے۔

حضرت امام صادق سے مروی ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجات بہت بلند فرمائے۔ بہت بڑے بزرگ، بہت پائے کے امام تھے اور عارف باللہ تھے اس میں قطعاً ایک ذرے کا بھی شک نہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے امام القائم کے زمانے میں یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام مہدی معہود کے زمانے میں مشرق میں رہنے والا مومن مغرب میں رہنے والے اپنے دینی بھائی کو دیکھ سکے گا، اسی طرح مغرب میں بیٹھا ہوا مومن اپنے مشرق میں مقیم بھائی کو دیکھ سکے گا۔

جہاں تک دو طرفہ رویت کا تعلق ہے وہ تو بالبداہت درج ہے اور بعینہٖ اسی طرح آج ہو رہا ہے۔ لیکن جہاں تک آواز کا تعلق ہے یہ پیش گوئی نہیں تھی کہ دونوں ایک دوسرے کو سن بھی سکیں گے۔ پس ایک طرف سے تو یہ آواز بھی پہنچ رہی ہے اور تصویر بھی اور دوسری طرف سے تصویریں بھی پہنچ رہی ہیں اور یہ ابھی آغاز ہے۔ آگے انشاء اللہ ایسے دن آئیں گے کہ مشرق و مغرب کی جماعتیں ٹیلی ویژن کے اعلیٰ انتظامات کے ذریعے بیک وقت ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکیں گی۔ ایک ایسا عالمی جلسہ ہوگا جس کی کوئی نظیر کبھی دنیا میں پیش نہیں کی جا سکتی، نہ کی جا سکے گی۔ اب بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا۔ لیکن اس کے باوجود جو عشق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ سے تھا اس میں بارش کے قطروں کے ان گنت ہونے سے ذرہ بھر بھی اظہار محبت میں کمی نہیں آتی تھی۔ بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ پختہ مصدقہ روایت ہے کہ بعض دفعہ بارش ہوتی تو بارش کا پہلا قطرہ اپنی زبان نکال کے زبان پہ لے لیا کرتے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کے گیت گاتے۔ وہ بارش جو بے انتہا ہوتی ہے جس کے قطروں کا شمار ممکن نہیں اس میں پہلے قطرے کو زبان پر لے لینا ایک بے انتہا عشق کا اظہار ہے۔

پس جتنی بھی بارشیں فضلوں کی ہم پر ہوں ہمارا فرض ہے کہ ہر قطرے کو اپنی زبانوں پر، اپنے دل کی زبانوں پر لیں اور حمد کے گیت گاتے رہیں اس سے زیادہ شکر کا اظہار ہمارے لئے ممکن نہیں ہے۔ اور جہاں تک شکر کے اظہار کا اعمال سے تعلق ہے وہ ایک الگ مضمون ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اظہار تشکر محض زبان سے نہیں ہوا کرتا تھا۔ آپؐ کی ساری زندگی ایک تشکر کے جذبات میں ڈھل چکی تھی۔ ساری زندگی تشکر کے جذبات میں اس طرح ڈھل چکی تھی کہ شکر اور محمدؐ رسول اللہ کے درمیان کوئی فرق کہیں بھی ممکن نہیں رہا۔ اس پہلو سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو پاک نمونے ہمارے سامنے پیش کئے اب بھی ہمارے لئے وہی راہنما ہیں اور ان نمونوں کو دیکھتے ہوئے ہمیں آپ کے قدموں کو چومتے ہوئے، نقش پا کو چومتے ہوئے آگے بڑھنا ہے۔ اس مضمون سے متعلق ایک خطبات کا سلسلہ لندن میں شروع ہوا۔ سلسلہ اس لئے کہ وہ ایک خطبے میں بات ختم نہیں ہو سکتی تھی اور میں نے وعدہ کیا تھا کہ باقی بات میں اگلے خطبے میں بیان کروں گا۔ اگلے خطبے میں بھی مجھے ڈر ہے کہ یہ بات ختم نہیں ہو سکتی کیونکہ مضمون نسبتاً لمبا ہے اس لئے غالباً دو تین یا ہو سکتا ہے چار خطبوں میں یہ مضمون مکمل کرنے کی کوشش کروں۔

یہ مضمون ہے امام اور ان کا جو اطاعت کرتے ہیں، جو مقتدی ہیں، ان کا رابطہ، ان کا تعلق۔ ان کے درمیان کیا وہ اسلوب ہونا چاہئے تعلقات کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ارشادات اور آپ کی سنت پر مبنی ہو۔ اس پہلو سے جہاں تک ان کا تعلق ہے، جن کو خدا تعالیٰ نے اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے ان کے متعلق میں نے گزشتہ خطبہ جمعہ میں روشنی ڈالی تھی اور بتایا تھا کہ اطاعت کے مضمون میں کیا کیا خطرات درپیش ہیں، کیسے کیسے نفس سر اٹھاتا ہے اور خود اپنے خلاف فتوے دیتا چلا جاتا ہے۔ ایسی ہدایت دیتا جاتا ہے جو انسان کو ہلاکت میں ڈالنے والی ہو اور انانیت کا سر جب اٹھتا ہے تو اس کے خطرے سے بچنا بہت ہی مشکل کام ہے۔ یہ انانیت کا ہی سر ہے جو شیطان کہلاتا ہے اور ہر نفس میں موجود ہے، ہر نفس میں ہمیشہ ہر لحظہ اپنے نفس کو ڈسنے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس پہلو سے میں نے جماعت کو نصیحت کی تھی کہ اطاعت سے کبھی بھی قدم باہر نہ نکالیں۔ اور اطاعت میں بڑے اور چھوٹے کا کوئی فرق نہیں رہتا کیونکہ اطاعت محض خدا کی خاطر ہوتی ہے اور اللہ کے حکم کے تابع ہی انسان اطاعت پر مجبور فرمایا گیا ہے۔ پس وہ اطاعت جو للہ ہوگی اس میں نہ بڑے کا کوئی فرق رہے گا، نہ چھوٹے کا۔ نہ اعلیٰ نبی کا نہ ادنیٰ نبی کا۔ "لا نفرق بین احد من رسلہ" کا اقرار کرتے ہوئے مطیع جماعت ہمیشہ اطاعت کے رستوں پر آگے قدم بڑھاتی ہے۔

مگر سوال یہ ہے کہ جن کی اطاعت کرنا ہے ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں۔ ان کے بھی تو کچھ فرائض ہیں۔ وہ اگر ان فرائض کو ادا نہیں کریں گے تو نا ممکن ہے کہ جماعت حقیقی معنوں میں سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے مطابق اطاعت کے حق ادا کر سکے۔ اس ضمن میں میں نے وہ آیت کریمہ پیش کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تو ان لوگوں کے لئے نرم نہ ہوتا، اگر تیرے دل میں ان لوگوں کی محبت اور پیار نہ پیدا ہوتے تو پھر تو ان لوگوں کو کبھی بھی

نہیں کر سکتا تھا۔ کیونکہ اطاعت کے لئے محض امر کافی نہیں ہوا کرتا، اطاعت کے لئے ایک گہرا قلبی تعلق ہے جس پر قائم ہونا ضروری ہے۔ پس میں نے جماعت کو سمجھایا کہ اگر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت کے لئے بھی آپ کی رحمت کو، آپ کی شفقت اور رافت کو موجب اطاعت قرار دیا گیا اور فرمایا کہ اے مومنو! تم میں اپنے ایمان کے لحاظ سے اتنی استطاعت ہی نہیں کہ اطاعت کر سکو۔ تمہاری اطاعت بھی محمد رسول اللہ کی ممنون احسان ہے۔ آپؐ شفقت نہ فرماتے، آپ رحمت کا سلوک نہ فرماتے تو تمہیں اطاعت کی توفیق بھی نہیں مل سکتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اتنے ہیں اور اتنے برس رہے ہیں کہ بارش کے قطروں کی طرح ان کا شمار ممکن نہیں رہا

یہ وہ مضمون ہے جو ہمیشہ ہمیش کے لئے ہر اس امیر پر اطلاق پاتا ہے جو ملک کا امیر ہو یا صوبے کا یا علاقے کا یا ضلع کا یا شہر کا۔ یا اس کے تابع اور صاحب امر لوگ ہوں جو اپنی امارت کے اختیارات اوپر سے لیتے ہیں۔ ان میں سے چھوٹے سے چھوٹا صاحب امر بھی اسی مضمون کے تابع ہے۔ اور جماعت احمدیہ کے لئے لازم ہے کہ ہر شخص جس کو کوئی امر کا اختیار بخشا گیا ہے وہ اپنے ماتحتوں سے محبت اور شفقت اور رحمت کا سلوک کرے۔ اور جس طرح ان لوگوں کی اطاعت میں اس کی ذات پیش نظر رہتی ہے، اس کے ساتھ اختلافات اس کی اطاعت میں حائل نہیں ہو سکتے اور ما اور تو کا تفرقہ مٹ جاتا ہے، اسی طرح لازم ہے کہ ہر شخص جس کے سپرد کوئی امر فرمایا گیا ہو وہ اپنے ماتحت لوگوں سے قطع نظر اس کے کہ ان سے اس کے پہلے کیسے تعلقات تھے قطع نظر اس کے کہ شریکے کے لحاظ سے یا اور تعلقات کی نسبت سے ان کے درمیان ایک طبعی یکسانیت نہیں پائی جاتی بلکہ ایک قسم کی دوری ہے پھر بھی اللہ کی خاطر لازم ہے کہ وہ ہر ایک سے برابر شفقت کا سلوک کرے اور سب پر اپنی رحمت کے پر جھکائے۔

اس ضمن میں جن آیات کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں اس مضمون کو آگے بڑھایا گیا ہے اور اس کے علاوہ چند اور آیات بھی ہیں جن کے حوالے سے میں اس مضمون پر مزید روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ پہلے جو ہے "فلا تدع مع اللہ الٰہا آخر فتکون من المعذبین" ہر بات توحید سے چلتی ہے اور توحید کے سوا مذہب کا کوئی مضمون بھی نہیں جاری ہوتا۔ ہر بلندی کا چشمہ توحید ہے۔ ہر عجز کا چشمہ بھی توحید ہے۔ ان معنوں میں رفعتیں بھی توحید سے وابستہ ہیں اور جو انسان کے نفس کی پستیاں ہیں وہ بھی توحید ہی سے وابستہ ہیں۔ اگر توحید سے تعلق نہ ہو تو رفعتیں بھی ذلتوں میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ اگر توحید سے تعلق نہ ہو تو پستیاں بلندیوں میں تبدیل نہیں ہو سکتیں۔ چنانچہ ہر نماز میں سجدے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ تم نے اگر للہ سجدہ کیا ہے تو پھر یہ دعا کرو "سبحان ربی الاعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ، سبحان ربی الاعلیٰ"۔

[اس موقع پر سپیکر کے نظام میں ایک نقص کی طرف توجہ دلائی گئی تو اس پر حضور نے فرمایا:

لندن والے کہتے ہیں کہ مائیکروفون ذرا نیچے کر دیں اور یہ مائیکروفون میں اونچا کر دوں۔

رفعتوں اور پستیوں کا یہ بھی ایک مضمون ہے کوئی چیز نیچے کی جاتی ہے اور کوئی چیز اونچی کی جاتی ہے۔ پھر مضمون کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا]:

اب سبحان ربی الاعلیٰ کا مضمون اس وقت ہے جب انسان کا سر انتہائی پستی کی حالت میں خدا کے حضور جھکا ہوا ہوتا ہے۔ اور اسے یاد دلایا جا رہا ہے کہ تمہاری رفعتیں، تمہاری پستیوں سے وابستہ ہیں کیونکہ تم خدائے واحد کے حضور جھکے ہو جب کہ ہر دوسرے کی غلامی سے تم آزاد کئے جا رہے ہو۔

اور تمام رفعتیں اس پستی میں ہیں جو خدا کی خاطر قبول کی جاتی ہے پس کہو "سبحان ربی الاعلیٰ"۔ پاک ہے میرا رب جو بہت اعلیٰ ہے۔ اور "ربنا" نہیں "ربی الاعلیٰ" فرمایا گیا ہے۔ ہر شخص کا رب اس پر اپنی رفعتوں کے ساتھ اس کی پستیوں کی نسبت سے ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جب بھی خدا کا بندہ عجز اختیار کرتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ ساتویں آسمان تک اٹھا لیتا ہے اور زنجیر کے ذریعے سے لپیٹ کر اوپر لے جایا جاتا ہے۔ اب استدلال کے طور پر ہم اسے غیر احمدیوں کے سامنے جو رفعت کا معنی نہیں سمجھتے یہ پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہاں اس موقع پر میں کسی بحث کی خاطر نہیں بلکہ ایک عرفان کے نکتے کے طور پر آپ کو سمجھا رہا ہوں۔ تو وہ زنجیر جو اترتی ہے اس سے مراد درجہ بدرجہ انسان کی پستی خدا کے حضور اور درجہ بدرجہ اس پستی کی نسبت سے رفعت ہے۔

ساتویں آسمان سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہر شخص جو خدا کے حضور جھکتا ہے اسے سیدھا ساتویں آسمان تک رفعت دی جاتی ہے۔ ساتویں آسمان تک کی رفعت اس کا انتہائی مقام ہے۔ جتنا تذلل اختیار کرے گا اتنا اس کی رفعت کے سامان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونگے۔ یعنی یہ پستیاں بذات خود رفعتوں میں تبدیل نہیں ہوا کرتیں اس لئے آسمان سے زنجیر اترنے کا ذکر فرمایا۔ یعنی تم تذلل اختیار کرو مگر یہ وہم بھی نہ کرنا کہ تمہارا تذلل ہی تمہیں کچھ عطا کر دے گا۔ تمہارے تذلل کو رفعتوں میں بدلنے کے لئے آسمان سے ایک زنجیر کا اترنا لازم ہے اور وہ اترے گی تو تمہارے تذلل کے متعلق فیصلہ کرے گی کہ کس حد تک اس میں رفعت کی طاقت موجود ہے اور اسی نسبت سے تمہیں اٹھایا جائے گا۔ ساتویں آسمان سے آگے ذکر نہیں ملتا کیونکہ اس سے آگے جانے والا صرف ایک ہی وجود ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہیں جن کا خدا کے حضور تذلل اس ہر انتہاء سے آگے بڑھ گیا جس انتہاء کو کبھی کسی انسان کا تذلل پہنچ سکا یا پہنچ سکے گا۔ پس آپ کا جو سلسلہ ہے وہ اس عام قانون سے بالا سلسلہ ہے اور اس سلسلے کا ذکر یہاں مذکور نہیں۔

پس اس پہلو سے یاد رکھیں کہ ہمیں یہ سبق دیا گیا ہے کہ تم جتنا جھکو گے اگر وہ خدا کی خاطر ہو گا، اگر خدا کی خاطر تم نے تذلل اختیار کیا ہے تو بسا اوقات ممکن ہے کہ یہ تذلل کسی انسان کے سامنے دکھائی نہ دے کیونکہ صاحب امر ایک غیر بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی ہو گا ہی غیر کیونکہ خدا تعالیٰ براہ راست تو ہر ایک کو حکم نہیں دیا کرتا۔ مراد یہ ہے کہ الف، ب، ج، د، جو بھی ان کا نام رکھیں جو صاحب امر ہے جس کے سامنے آپ سر جھکا رہے ہیں اس کا وجود ایک دکھائی دے رہا ہے۔ مگر آپ کے لئے یہ ہدایت ہے کہ اس وجود کو نظر سے ہٹا دو کیونکہ تمہارا ہر تذلل للہ ہونا چاہئے اور اپنے رب کی خاطر ہونا چاہئے۔ جب اپنے رب کی خاطر ہو تو کسی غیر کے سامنے جھکنا نشان ذلت نہیں بلکہ نشان عظمت بن جاتا ہے۔ ایک بڑا آدمی ایک چھوٹے کے سامنے جھک رہا ہے محض اس لئے کہ خدا نے اسے اس معاملے میں مامور فرمایا ہے اس لئے اس کا جھکنا ذلت کا نشان نہیں بلکہ رفعت کا نشان بن جاتا ہے۔ اور جس حد تک اس کے نفس کی قربانی اس میں داخل ہوتی ہے اسی قدر وہ رفعتوں سے نوازا جاتا ہے۔

لیکن ایک اور جھکنا بھی ہے جو اپنے غلاموں کے سامنے جھکنا ہے، اپنے غلاموں پر جھکنا ہے۔ اس مضمون کا اس آیت کریمہ میں ذکر فرمایا گیا ہے۔ "واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین" اے میرے حضور جھکنے والے تو ان پر بھی جھک جو تیرے حضور جھک رہے ہیں اور میری خاطر جھک رہے ہیں اور اپنی رحمت اور شفقت کا پر ان پر جھکا۔ دیکھیں کتنا عظیم مضمون ہے جو اس آیت کریمہ میں ایسی رفعتوں تک اس مضمون کو پہنچا رہا ہے جن تک عام انسان کے تصور کی رسائی ممکن ہی نہیں۔ محض خدا کا کلام ہے۔ سوائے خدا کے کلام کے کوئی کلام اس شان کا کلام نہیں ہو سکتا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ان پر جھکنے کی تاکید فرمائی جن کی گردنیں ان کے حضور جھکا دی گئی تھیں۔ اس سے پہلے فرماتا ہے "وانذر عشیرتک الاقربین" اپنے قریبیوں کو بھی ڈراؤ۔ اب پیشتر اس کے کہ میں "واخفض" والے مضمون کو دوبارہ اٹھاؤں اور مزید تفصیل بیان کروں میں چاہتا ہوں کہ پہلی آیت کے بعد دوسری آیت کے تعلق کو بیان کر دوں پھر اس کے بعد بات آگے بڑھے گی۔

توحید سے ہر مضمون شروع ہوتا ہے، توحید کے بغیر دنیا میں کوئی بھی سچائی نہیں۔ سب جھوٹ اور بے معنی اور بے حقیقت باتیں ہیں۔ توحید کے نتیجے میں "انذر عشیرتک الاقربین" فرمایا گیا۔ دیکھو تمہارا تعلق اللہ سے ہے۔ اور تمہارے اقرباء، تمہارے قریبی نہ تمہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ تمہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اس لئے ان کو ڈراؤ اور ان کو متنبہ کرو اور ہرگز اس بات کا خوف نہ کرو کہ اپنے اقرباء کو بھی ڈرا دھمکا کر اگر تم نے پرے پھینک دیا تو تمہارا کیا بنے گا۔ اب اس مضمون کے حوالے سے پڑھیں کہ اگر تو نرم دل اور رحم دل اور صاحب شفقت نہ ہوتا تو یہ لوگ تجھ سے بھاگ جاتے۔ سوال یہ ہے کہ کیا ان دو باتوں میں تضاد ہے؟۔ تضاد نہیں بلکہ وہ باریک تقویٰ کی راہیں ہمیں دکھائی جا رہی ہیں جن پر ہر صاحب امر کا چلنا ضروری ہے اس کے لئے لازم ہے کہ ان باتوں سے نصیحت پکڑے۔ وہ نرم ہوتا ہے تو دل کی کمزوری کی وجہ سے نرم نہیں ہوتا۔ وہ شفقت کرتا ہے تو اس وجہ سے نہیں کہ یہ لوگ اگر میں شفقت نہیں کروں گا تو مجھے چھوڑ دیں گے اور پھر میں اکیلا رہ جاؤں گا۔

اس لئے یہ وہم دل سے نکال دینا لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شفقت ان کا دل، ویسے محاورے میں تو ہے دلربائی کے لئے تھا یا دل چوری کرنے کے لئے کیونکہ اردو میں تو آنحضرتؐ کے تعلق میں تو یہ محاورہ منہ سے نکلتا نہیں، تو ان کے دل کو اپنے قدموں سے ہمیشہ کے لئے وابستہ کرنے کی خاطر تھا۔ آنحضورؐ کے ذہن میں کسی شفقت کے وقت کبھی بھی یہ پہلو نہیں آیا کہ میں اس لئے شفقت کروں کہ لوگ میرے گرویدہ ہو جائیں، لوگ مجھ سے محبت کرنے لگیں کیونکہ آپؐ کا ہر فعل تو اللہ کی رضا کی خاطر تھا۔ پس اگر اللہ کی خاطر آپ کا ہر فعل تھا تو آپ کی شفقت کا تعلق اپنے غلاموں کے دل جیتنے سے ہو ہی نہیں سکتا۔ پس یہ جو مضمون ہے "انذر عشیرتک" یہ اس تعلق میں آپ سمجھیں تو بات روشن ہو جائے گی کہ ایسا شخص جب خدا کی خاطر ڈراتا ہے تو قطع نظر اس کے کہ اس ڈرانے کا کیا اثر پڑے گا چونکہ رضائے باری تعالیٰ اس کے پیش نظر ہے اس لئے وہ بے خوف ہو کے ڈرائے گا۔ ورنہ جو صاحب خوف ہے وہ ڈرا بھی نہیں سکتا اور ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے آتی ہیں کہ ایک شخص دنیا کے ڈر کے مارے انذار بھی نہیں کر سکتا۔ وہ کہتا ہے اگر میں نے انذار کیا تو یہ لوگ مجھے ماریں گے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا انذار توحید سے پھوٹا تھا اس لئے پہلے توحید کا ذکر فرمایا۔ پھر فرمایا اپنے جتنے تیرے قریبی ہیں ان سب کو ڈرا دے اور جب ڈرایا تو سارے بدک کے بھاگ گئے۔

اب بتائیں یہ کیسا حیرت انگیز مضمون ہے۔ لیکن اس کے ساتھ فرمایا ہاں جو اس کے باوجود تجھ پر ایمان لے آئیں اور تیرے قریب آئیں۔ "واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین" تو جو بھی ان میں سے تجھ پر ایمان لائیں اور تیری پیروی کریں تو ان پر جھک جا یعنی تیرے دل میں کوئی سختی نہیں ہے۔ تو ڈراتا ہے تو ان لوگوں کی خاطر ڈراتا ہے۔ ڈراتا ہے تو رضائے باری تعالیٰ کی وجہ سے ڈراتا ہے۔ پس جب وہ تجھے قبول کر لیں تو پھر رحمت کے پر ان پر جھکا دے لیکن اس وجہ سے نہیں پھر کہ مومن ہیں، مان گئے ہیں اب یہ نہ کہیں ہاتھ سے نکل جائیں۔ باقیوں کو تو ڈرا دھمکا کے دور کر دیا اب یہ جو قریب آئے ہیں یہ نہ کہیں جاتے رہیں۔ فرمایا ہرگز یہ بات نہیں۔ "فان عصوک فقل انی بریء مما تعملون" اگر یہ سب تیری نافرمانی کریں تو کہہ دے میں اس سے بری الذمہ ہوں جو تم کرتے ہو۔ میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تمہاری ذات سے میرا تعلق نہیں ہے۔ ان اعمال سے میرا تعلق ہے جو خدا کی خاطر تم بجا لا رہے ہو۔ وہ اعمال نہیں ہونگے تو تم میری رحمت کے حق دار نہیں رہو گے، میری شفقت کے حق دار نہیں

رہوگے۔

اطاعت کے لئے محض امر کافی نہیں ہوا کرتا۔ اطاعت کے لئے ایک گہرا قلبی تعلق ہے جس پر قائم ہونا ضروری ہے

پس یہ وہ مضمون ہے جو ہر صاحب امر کے لئے سمجھنا ضروری ہے وہ جب کسی سے پیار کرتا ہے اپنے ماتحتوں پر جھکتا ہے تو اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی نہیں آنا چاہئے کہ میں ان پر اس لئے جھک رہا ہوں کہ یہ میری تائید کرنے والے لوگ ہیں۔ اس لئے جھک رہا ہوں کہ یہ میرا عشیرہ ہے، میرے اقربین ہیں کیونکہ اقربین سے تو بات شروع ہوئی تھی۔ فرمایا ان کو تو ڈرا دے تو مانیں گے حق پر چلیں گے حق پر قائم رہیں گے تو پھر تیری رحمت ان پر ہوگی ورنہ تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ پس وہ امیر جو اس وجہ سے بعض لوگوں سے تعلق رکھتے ہیں کہ وہ ان کے زیادہ قریب ہیں ان کے حق میں باتیں کرنے والے ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ جو بھی میں کہوں گا اس کی تائید میں اٹھ کھڑے ہونگے وہ جانتے نہیں کہ توحید کے مضمون کے یہ بات خلاف ہے۔ اور جو بات بھی توحید کے برخلاف ہو وہ خدا تعالیٰ کے نظام میں کہیں بھی کوئی مقام نہیں رکھتی۔ وہ نظام اللہ نے ہمیں عطا فرمایا ہے اس میں ہر پہلو کا توحید سے تعلق ہے۔ پس باریک راہیں ہیں مگر ان باریک راہوں کو اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ جماعت کے تقویٰ کی زندگی ان راہوں سے وابستہ ہو چکی ہے۔ ان راہوں کو چھوڑ دیں گے تو آپ بھی کبھی نیک انجام نہیں ہو سکتے، آپ کے مستقبل کی کوئی ضمانت نہیں دی جاسکتی۔

پس ہر امیر کے لئے ان آیات سے میں نتیجہ اخذ کرتے ہوئے کہتا ہوں لازم ہے کہ جھکے اور رحمت کے ساتھ سب لوگوں سے انکساری کے ساتھ، عجز کے ساتھ تعلق قائم کرے۔ اپنے مرتبے کا خیال نہ کرے۔ اس کا مرتبہ بڑا ہے تو محض اس لئے کہ خدا نے اسے ایک مقام پر فائز کیا ہے۔ مگر جس مقام پر فائز کیا ہے اس مقام کا تقاضا یہ ہے کہ وہ خود نیچے اتر آئے۔ اب یہ خود نیچے اترنے والا مضمون ہے۔ یہ "واخفض جناحک لمن اتبعک من المومنین" سے نکلتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سیرت ان پر خوب روشنی ڈال رہی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق روایات اور کثرت سے روایات بتاتی ہیں کہ آپ مومنوں کے لئے ایسی شفقت رکھتے تھے اور ایسے منکسر المزاج تھے کہ اگر رستہ چلتے کسی عورت نے بھی آواز دی تو کھڑے ہو جایا کرتے تھے۔ پوری توجہ سے اس کی بات سنتے تھے۔ ایک غلام اور ایک بے حیثیت آدمی کبھی آپ کو مدد کے لئے کہتا تھا تو اٹھ کر اس کے ساتھ چل پڑا کرتے تھے۔ ایک یتیم بچہ بھی آپ کو بلاتا تھا تو آپ اس کے ساتھ روانہ ہو جایا کرتے تھے۔ حیرت انگیز وجود تھا جس کی نہ رفعتیں ہماری پہنچ میں ہیں نہ اس کی خدا کے حضور پستیاں ہماری پہنچ میں ہیں۔ دونوں طرف کے کنارے ہماری عقل کے دائرے سے باہر ہیں۔ لیکن وہ ایسا ہی تھا جس کو خدا نے ساتویں آسمان سے بھی بلند کر دیا۔ جب وہ جھکا تو ان لوگوں پر جھک گیا جو پستیوں کی انتہا تک پہنچے ہوئے تھے۔ مومنوں پر بھی جھکا اور غیروں پر بھی جھکا۔ لیکن مومنوں کے متعلق تو اس کے دل کی کیفیت ہی اور تھی۔ یہ وہ حقیقت ہے جو مصطفوی حقیقت ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعلیم کی جان ہے۔

پس اس پہلو سے ہر امیر کا کام ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے نرمی اور محبت اور عجز کا سلوک کرے اور ان کی خاطر نہیں بلکہ محض اللہ کی خاطر۔ ان کی خاطر تو کرے گا مگر ان کی خاطر خدا کی خاطر۔ اب یہ ایک اور سلسلہ بیچ میں داخل ہو جاتا ہے۔ بندوں سے پیار ہے بندوں کی خاطر مگر بندوں سے۔ بندوں کی خاطر جو پیار ہے اس کا آغاز اللہ کے پیار سے ہوا۔ اور یہ وہ مضمون ہے جسے قرآن کریم کی ایک اور آیت بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرما رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ" کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم عظیم الشان وجود ہیں "دنیٰ" وہ خدا کی طرف بڑھا اور اتنا قریب ہو گیا کہ اس سے زیادہ قرب الٰہی ممکن نہیں رہا۔ اتنے قرب کے باوجود وہ وہاں ٹھہر نہیں گیا۔ "فتدلیٰ" پھر وہ نیچے اترا اور بنی نوع انسان اس قرب، اس عظیم ذات کے لئے بلانے کے لئے نیچے اترا۔ وہ عظمتیں اور رفعتیں جو اس نے اپنے رب سے حاصل کیں اپنے تک محدود نہیں رکھیں بلکہ اس کی خاطر اس کے بندوں میں تقسیم کرنے کے لئے وہ رحمتیں بانٹنے کے لئے نیچے اترا اور اس کی مثال ایسی ہو گئی "کان قاب قوسین او ادنیٰ" جیسے دو قوسیں ہوں یعنی کمانیں جن کا ایک ہی وتر ہو، ان کے درمیان ایک ہی تنی ہو۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کمانیں کس شکل کی ہو سکتی ہیں؟ عام طور پر اس کی جو شکل بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک طرف کمان نیچے سے آرہی ہے اوپر کی طرف، ایک اوپر سے کمان اتری ہے اللہ کی محبت کی اور بیچ میں ایک ہی وتر ہے۔ وہ تنی ایک ہی ہے۔ یہ مضمون بھی بہت باریک اور لطیف ہے لیکن میں جو سمجھتا ہوں وہ اس سے مختلف ہے۔ اس کو غلط نہیں سمجھتا کیونکہ قرآن کریم کے بہت سے بطون ہیں۔ مگر میرے نزدیک ان دونوں کمانوں کا رخ ایک ہی طرف ہے۔ یعنی ان کا جو بیچ کا دھاگہ یا تنی ہے اس سے ایک کمان محمد رسول اللہ کی کمان اور ایک خدا کی کمان ہے وہ اس طرح ایک سمت میں ہیں کہ ناممکن ہے کہ محمد رسول اللہ کی کمان چلے اور خدا کی کمان میں حرکت نہ آئے۔ ناممکن ہے کہ اللہ کی کمان کو کھینچا جائے اور وہ نچلی کمان اس کے ساتھ حرکت میں نہ آئے کیونکہ دونوں کا ایک ایسا گہرا اٹوٹ رشتہ قائم ہو چکا ہے کہ جب ایک کو کھینچا جائے دوسری کھینچ جاتی ہے جب دوسری کو کھینچا جائے تو پہلی کھنچ جاتی ہے اور اس تنی سے جو تیر نکلتا ہے وہ بیک وقت محمد رسول اللہ کی طرف سے نکلا ہوا تیر بھی ہوتا ہے اور اللہ کی طرف سے نکلا ہوا تیر بھی ہوتا ہے۔

اس تفسیر کی تائید کرنے والی میرے نزدیک وہ آیت کریمہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ" . اگر کمانوں کو برعکس سمت میں رکھا جائے تو وہ دونوں کا چلایا ہوا تیر ایک دوسرے کی طرف جائے گا۔ اگر تیر چلانے کا مضمون اس سے نکالا جائے تو سوائے اس کے ممکن ہی نہیں کہ جو نقشہ میں نے ذہن میں رکھا اور آپ کے سامنے پیش کیا اسے قرآن کریم کی اس آیت کی تائید میں سمجھا جائے تو بات یہ بنے گی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کمان سے چلا ہوا ہر تیر اللہ کی کمان سے چلا ہوا تیر تھا۔ اللہ کی کمان سے جو تیر چلتا تھا محمد رسول اللہ کی وساطت سے چلتا تھا۔ پس اس پہلو سے "دنیٰ فتدلیٰ" کا مضمون یہ بنا کہ اتنا وہ قریب ہو گیا کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں تھا اور "تدلیٰ" پھر وہ جھک گیا اور اس جھکنے کے نتیجے میں وہ "قاب قوسین" ہو گیا۔ اب "قوسین" کا مضمون یہاں ایک اور معنے اختیار کر جاتا ہے۔ فرماتا ہے انسانیت کے ساتھ اس کا تعلق اس کے جھکنے کے نتیجے میں خدا کے تعلق کے ساتھ ایسا مدغم ہو گیا کہ ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جاسکتا۔ اس کی بشریت نور ہو گئی، اس کا نور بشریت بن گیا۔ پس اس پہلو سے وہ بندوں پر جب جھکا ہے تو خدا کا نور بن کر اپنے ہم جنسوں پر تو جھک گیا اور اس کی بشریت نے وہ علاقہ قائم کر دیا۔ جیسے ایک تنی دو کمانوں کے درمیان علاقہ بن جاتی ہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا بنی نوع انسان پر جھکنا ان کی خاطر تھا مگر خدا کی خاطر ان کی خاطر ہوا۔ یہ وہ مشکل فقرہ جو میں نے آپ کے سامنے پیش کیا اس کی تشریح ہے۔ ورنہ بندے کی خاطر بھی ایک انسان رحمت کا سلوک کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نبوت سے پہلے ذاتی شفقت سے لوگوں پر اسی طرح جھکا کرتے تھے۔ مگر جب "نور علیٰ نور" ہوئے تب کیفیت بدل گئی۔ اس کے بعد ہر رافت، ہر شفقت، ہر رحمت خدا کے تعلق سے اوپر سے اترا کرتی تھی۔ اور بنی نوع انسان سے آپ کی محبت کو الٰہی محبت کی تائید حاصل ہو گئی۔ اور آپ کی الٰہی محبت بنی نوع انسان کی محبت میں تبدیل ہونے لگی۔ یہ وہ پہلو ہے جو امارت کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے قرآن کریم نے ہمارے سامنے رکھا ہے اور اسی پہلو کو ہر صاحب امر کو سمجھنا ضروری ہے۔

جماعت احمدیہ کے لئے لازم ہے کہ ہر وہ شخص جس کو کوئی امر کا اختیار بخشا گیا ہے وہ اپنے ماتحتوں سے محبت اور شفقت اور رحمت کا سلوک کرے

میں جب امیر کہتا ہوں تو ہرگز مراد یہ نہیں کہ محض وہ امیر جو ملکوں یا شہروں یا محلوں کے بنائے جاتے ہیں۔ امیر سے مراد ہر وہ شخص جسے کچھ بھی امر سونپا جائے اور خدا کی خاطر سونپا جائے اور خدا کے نام پر سونپا جائے۔ اس کی تربیت کے لئے یہ مضامین ہیں جو قرآن کریم نے ہم پر کھولے ہیں۔ فرمایا کہ تم امیر ہو مگر اب یاد رکھنا کہ اللہ کی خاطر جس طرح محمد رسول اللہ ان پر جھک گئے تھے جن کے سر خدا کی خاطر ان کے سامنے جھکائے گئے تھے تم بھی ان پر جھک جانا اور ان کی خاطر نہیں، للہ۔ کیونکہ اگر ان کی خاطر جھکو گے تو تمہارے اندر شرک کے شائبہ داخل ہو جائیں گے۔ شرک کے خطرات تمہیں ہو سکتا ہے واقعۃً ہلاک کر دیں کیونکہ جب بھی انسان کسی سے رحمت کا تعلق رکھتا ہے یہ خطرہ موجود رہتا ہے کہ اس کے نتیجے میں جو پیار اور محبت کا سلوک اس سے کیا جاتا ہے وہ ان دونوں کو ایسے رشتوں میں باندھ دے کہ خدا کا مضمون بیچ میں سے غائب ہو جائے۔ اسی لئے قرآن کریم نے ہمیں خوب اچھی طرح وضاحت کے ساتھ یاد کرایا۔ میرے وہ بندے جو میری خاطر بنی نوع انسان کی خدمت کرتے ہیں اور ان سے محبت کا سلوک کرتے ہیں جب ان کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے تو کہتے ہیں "لانرید منکم جزاءً ولا شکوراً" کہ کیا کر رہے ہو ہم تو خدا کی خاطر تم سے پیار کر رہے تھے تم شکریہ ادا کر کے ہمارے پیار کو کیوں میلا کرتے ہو۔ ہمیں تم سے کسی خیر کی توقع نہیں۔ یعنی توقع سے مراد یہ ہے کہ چاہتے نہیں ہیں کہ تم ہم سے کوئی سلوک کرو، ہماری نیکی محض اس کی خاطر تھی جس کی ہماری نیکی پر نظر ہے۔ اسی سے ہم پیار چاہتے ہیں۔ اسی کی رضا تلاش کرتے ہیں۔ پس شکریہ ادا کر کے ہماری نیکی کو میلا نہ کر دینا۔

اور پھر قرآن کریم نے اسی مضمون کو ایک دوسری جگہ یوں فرمایا "لا تمنن تستکثر" تو اس وجہ سے کسی پر احسان نہ کر کہ اس کے بدلے میں تجھے زیادہ دیا جائے گا۔ پس نہ ان کی نیت میں کچھ زیادہ لینا شامل ہوتا ہے نہ ان کی نیت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ خدا کی رضا کی بجائے کسی اور خاطر ان پر جھکیں۔ اور جب کلیۃً خدا کی خاطر جھکتے ہیں تو ان کا احسان، ان کا شکریہ، ان کا تشکر بجائے دل کو ایک غذا دینے کے دل کے اندر ایک قسم کا ایک زلزلہ طاری کر دیتا ہے کہ یہ کیا ہو گیا۔ ہم تو بہت بالا قیمت چاہ رہے تھے۔ ہم نے تو اپنے اللہ کی خاطر یہ کیا تھا۔ ان کے شکریے کہیں ہمارے نفس کو موٹا نہ کر دیں۔ تو واقعتاً ان کے دل پر ایک زلزلے کی سی کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور وہ گھبراتے ہیں اور لازم نہیں کہ وہ اس بات کو ظاہر کریں۔ مگر قرآن کریم نے ان کی زبان سے ظاہر کیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کی اس سوسائٹی میں ہمیشہ یہ نہیں ہوا کرتا تھا کہ ہر وہ شخص جس کا شکریہ ادا کیا جائے وہ آگے سے انہی الفاظ میں جواب دیا کرتا تھا۔ بعض باتیں ایسی ہیں جو صحابہ کے دل میں وارد ہوتی تھیں اور اللہ کے پیار کی نظر ان پر پڑتی تھی اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر روشن کر دیا کرتا تھا کہ اے میرے پاک غلام، غلام

کامل تونے آگے بھی دیکھو کیسے کیسے پیارے غلام پیدا کر دیئے ہیں۔ تیرے ہی رنگ میں رنگین ہیں۔ ان کا شکریہ ادا کیا جائے تو ان کا دل آوازیں دیتا ہے کہ نہ نہ ہمارا شکریہ ادا نہ کرو ہم تو محض خدا کی خاطر ایسا کرتے تھے۔

پس اگر وہ خدا کی خاطر ہی یعنی ہر صاحب امر خدا کی خاطر اپنے ماتحتوں سے پیار اور محبت کا سلوک کرتا ہے تو ان کے شکریے کی نہ تو اسے توقع ہوتی ہے اور نہ اسے پرواہ ہوتی ہے۔ جب توقع نہیں تو اس کے برعکس پہلو بھی ہے اور وہ بے پرواہ بھی کوئی نہیں۔ اس لئے کہ اگر جب ذاتی تعلق ان سے نہیں تھا جس کی خاطر ان پر رحمت کی جارہی تھی تو اللہ سے اگر وہ دور ہٹیں گے تو یہ شفقت کرنے والا اسی حد تک ان سے دور ہٹ جائے گا اور ان کی اس بارے میں کچھ بھی پرواہ نہیں کرے گا کہ وہ اس سے کیسا پیار کا تعلق رکھتے تھے۔ بے انتہا محبت اور فدائیت کا اظہار کرنے والے بھی جب ایسی روش اختیار کرتے ہیں کہ جس سے خدا ناراض ہو تو جن کو پیار دیا جاتا ہے ان کو اس بات کی کوڑی کی بھی پرواہ نہیں رہتی کہ یہ تو مجھ سے محبت کرنے والا تھا۔ وہ اسی طرح جیسا کہ خدا کی آنکھ انہیں دیکھتی ہے انہیں ناراضگی سے دیکھتا ہے اور ان کے چھوڑ کر چلے جانے کی ادنیٰ بھی پرواہ نہیں کرتا۔ پس توحید کا یہ مضمون بالآخر توکل پر منتج ہو جاتا ہے۔

چنانچہ قرآن کریم اس کے بعد فرماتا ہے "فان عصوک فقل انی بری ء مما تعملون" تمہیں کیوں وہم ہو گیا ہے کہ میں تم پر رحمت سے جھکا ہوا تھا اس لئے کہ تم مجھے ذاتی طور پر پیارے لگتے ہو۔ وہ تو اللہ کی خاطر تھا۔ اگر تم خدا کی نافرمانی کرو گے یہاں "عصوک" میں محمدؐ رسول اللہ پیش نظر ہیں۔ لیکن آپ کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نافرمانی ممکن ہی نہیں کہ انسان حضرت محمدؐ رسول اللہ سے نافرمانی کرے اور وہ آپ کی نافرمانی ہو، خدا کی نہ ہو۔ اس مضمون کو قرآن بھی کھول چکا ہے بار بار، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خود بھی اس مضمون کو کھول چکے ہیں۔ اس لئے اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں، مزید دلائل پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔ ایک مسلمہ غیر مبدل حقیقت ہے کہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کی نافرمانی لازماً خدا کی نافرمانی ہے اور اس کے سوا اس نافرمانی کو کوئی اور معنے نہیں پہنائے جاسکتے۔ "فان عصوک" میں اس لئے مخاطب "تجھے" کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے کہ آپ لوگوں پر جھک رہے تھے، آپ لوگوں سے رحمت کا سلوک فرما رہے تھے، یہ گواہی دینا مقصود ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کی رأفت، آپ کی شفقت اللہ کی خاطر تھی، ان کی خاطر نہیں تھی۔ فرمایا پس جب یہ تیری نافرمانی کریں تو ان کی پہلی اطاعتوں کی، ان سے پہلے تعاون کی کچھ بھی پرواہ نہ کر۔ تو کہہ دے میں تم سے بیزار ہوں۔ تم یہ جو حرکتیں کر رہے ہو یہ میرے محبوب آقا کی مرضی کے خلاف ہیں اس لئے تم بھی میری مرضی کے خلاف ہو گئے ہو۔ اگر ایسا کرو گے تو ان کے چھوڑ کر جانے کا تمہیں کوئی بھی غم نہیں ہونا چاہئے۔ "وتوکل علی العزیز الرحیم" جب تو یہ کرے تو یاد رکھ اللہ جو عزیز ہے، اللہ جو رحیم ہے جو غالب اور بزرگی والا ہے، جو بار بار رحم فرمانے والا ہے اس پر توکل رکھ۔ وہ تجھے کبھی نہیں چھوڑے گا۔ کیونکہ جس کے سفر کا آغاز توحید سے ہوا، جس کا بنی نوع انسان سے تعلقات کا آغاز اس طرح ہوا کہ خدا کی خاطر لوگوں کو ڈرا دھمکا کر دور کر دیا، جو قریب آئے ان کو بھی جب بھی وہ خدا سے دور ہوئے اپنی ذات سے دور کر دیا جب یہ سلوک ہو تو پھر توکل علی اللہ کا ایک لازمی نتیجہ ہے۔ اس کے سوا کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا۔

پس ہر وہ صاحب امر جو اس اسلوب پر چل پڑے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس سنت کو اپنا لے اسے کوئی بھی خطرہ نہیں۔ وہ جب سزا دے گا تو خدا کی خاطر دے گا، جب تعلق بڑھائے گا تو خدا کی خاطر بڑھائے گا اور ان لوگوں کا اس تعلق کی پرواہ کرنا یا نہ کرنا اس کی نظر میں کوئی بھی حقیقت نہیں رکھے گا۔ اور یہ وہ امارت ہے جو غیر متزلزل ہے کیونکہ اسے کلیۃً اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہوگی۔ اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ اس امارت کا تعلق ایک چھوٹے سے، معمولی افسر کے حکم سے بھی ہے جو کسی خاص معین کام پر مامور کیا گیا ہے۔ اگر اس کی نافرمانی کرو گے تو یاد رکھو یہ سلسلہ آخر خدا تک پہنچے گا۔ اگر اس کی اطاعت کرو گے تو پھر بھی یاد رکھو یہ سلسلہ آخر خدا تک پہنچے گا۔ اور جہاں تک اس شخص کی ذات کا تعلق ہے اسے سمجھنا چاہئے کہ بڑے بڑے لوگ جو میرے سامنے جھک رہے ہیں اس میں میری تو کوئی بڑائی نہیں، میری تو کوئی بھی حیثیت نہیں، خدا کی خاطر میری طرف جھک رہے ہیں۔ پس اسے مزید خدا کے حضور جھکنا چاہئے۔ اور پھر نافرمانی کی کوئی پرواہ نہیں کرنی چاہئے۔

دنیا کی مثالوں میں اس کی وہ مثال ہے جو حضرت مصلح موعودؓ بارہا پیش کیا کرتے تھے اور میں بھی کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن وہ مثال ہی ایسی عظیم ہے اور اس موقع پر ایسے چسپاں ہوتی ہے کہ بے اختیار اسے بار بار پیش کرنے کو دل چاہتا ہے۔ زار جب صاحب سطوت تھا، جب اس کا رعب بہت کثرت سے وسیع ممالک پر طاری تھا یہاں تک کہ سلطنت برطانیہ کے بعد اگر کوئی حقیقت میں سلطنت کہلاتی تھی تو وہ زار روس کی سلطنت تھی۔ اس کے زمانہ میں ایک دفعہ زار کسی بہت ہی اہم کام میں مصروف ہوا اور اس نے اپنے اردلی کو یا فوجی سپاہی کو بلا کر یہ تاکید کی کہ کسی کو بھی تم نے میرے کمرے میں نہیں آنے دینا خواہ کوئی بھی ہو کیونکہ میں اتنا مصروف ہوں کہ میں اس وقت کسی قسم کی دخل اندازی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا درست۔ اور یہ کہہ کر، یہ بات سن کر وہ باہر دروازے کی حفاظت پر مامور ہو گیا۔ اب خدا تعالیٰ نے دیکھیں کیسے اس کی اطاعت کو عظیم نعمت کے، رحمت کے پھل لگائے، ایسی عظیم جزاء کے پھل لگائے اور ہمارے سامنے کیسا عظیم نمونہ اطاعت کے مضمون کا رکھ دیا اور اس کی گہرائی کو سمجھانے کے لئے یہ واقعہ آج مذہبی دنیا میں بھی بار بار دہرایا جارہا ہے۔

ہر امیر کا کام ہے کہ وہ اپنے ماتحتوں سے نرمی اور محبت اور عجز کا سلوک کرے اور ان کی خاطر نہیں بلکہ محض اللہ کی خاطر

بادشاہ کے یہ کہنے کے بعد جب وہ مصروف ہو گیا کام میں، تو بادشاہ کا ایک بیٹا، ایک شہزادہ، وہ اپنے باپ سے ملنے آیا تو وہ معمولی حیثیت کا سپاہی سامنے سینہ تان کے کھڑا ہو گیا کہ شہزادے آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں۔ اس کا تو غصے سے پارہ چڑھ گیا۔ اس نے کہا تم کون ہوتے ہو، تمہاری حیثیت کیا ہے۔ میں اپنے باپ سے ملنے جارہا ہوں۔ اس نے کہا آپ کے باپ ہوں یا نہ ہوں، اس سے بحث نہیں۔ مجھے حکم ہے کہ کسی شخص کو میں اندر نہ جانے دوں پس میں آپ کو اندر نہیں جانے دوں گا۔ اس پر وہ شہزادہ آپے سے باہر ہو گیا! اس نے اپنا کوڑا نکالا اور اس پر برسانا شروع کیا یہاں تک کہ کوڑے مار مار کے اسے ادھ موا کر دیا۔ اس نے ہاتھ نہیں اٹھایا مگر اسی طرح چھاتی تانے سامنے کھڑا رہا۔ اس نے کہا شہزادے آپ مارنا ہے جتنا چاہے مار لیں مگر میں بادشاہ کی حکم عدولی نہیں کروں گا میں تمہیں نہیں جانے دوں گا۔ جب یہ شور سنا اور کوڑوں کے برسنے کی آواز اندر گئی تو بادشاہ باہر نکلا۔ اس نے کہا یہ کیا ہو رہا ہے۔ شہزادے نے کہا اے میرے باپ اس نے میری گستاخی کی ہے بہت بے ادبی کا سلوک کیا ہے۔ کیا ہوا؟ میں اندر آنا چاہتا تھا آپ سے ملنے کے لئے اور اس کمترین انسان کو دیکھیں میرے سامنے کھڑا ہو گیا کہ میں تمہیں اندر نہیں جانے دوں گا۔ بادشاہ جان کے بھولا بنا اور اس سپاہی سے پوچھا کہ بتاؤ یہ کیا بات ہے کیوں تم اس کو اندر نہیں آنے دیتے تھے۔ اس نے کہا بادشاہ سلامت آپ کا حکم تھا۔ آپ کے حکم کی اطاعت کی خاطر میں نے یہ سب قربانی دی ہے۔ بادشاہ نے کہا اچھا یہ بات ہے، تو نے اسے بتایا تھا۔ اس نے کہا ہاں میں نے بتایا تھا۔ اس نے بیٹے سے کہا جب تم نے سنا تھا کہ بادشاہ کا حکم ہے تو تم نے کیوں نافرمانی کی۔ اس نے سپاہی کو نام لے کر مخاطب کیا اور کہا یہ کوڑا اٹھا اور اس بیٹے کو اسی کوڑے سے اسی طرح مار جس سے اس نے تجھے مارا تھا۔ اس پر شہزادے کی غیرت بھڑکی اور روس کا قانون اس کی مدد کے لئے آیا۔ اور اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ بادشاہ سلامت یہ ملک روس کا قانون ہے کہ کوئی غیر افسر سپاہی اپنے افسر کو مار نہیں سکتا، جب کہ میں فوج میں ایک بڑا افسر ہوں اور یہ شخص ایک عام سپاہی ہے۔ اس لئے آپ کا قانون اس حکم کی، جو آپ نے حکم دیا ہے اس کی راہ میں حائل ہو رہا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں قانون نہیں ٹوٹے گا۔ سپاہی کو مخاطب کر کے اسے فوج کا ایک بڑا رتبہ عطا کرتے ہوئے کہا۔ اے جرنیل یا اے کرنیل جو بھی تھا اس سانٹے کو اٹھا اور میرے بیٹے کو مار۔ اس پر شہزادے کو ایک اور قانون یاد آ گیا۔ اس نے بادشاہ سے کہا بادشاہ سلامت ایک یہ بھی قانون ہے کہ کوئی غیر شہزادہ کسی شہزادے کو نہیں مار سکتا۔ بادشاہ نے کہا ہاں اس قانون کا بھی احترام کیا جائے گا۔ اس نے کہا اے شہزادے! فلاں سانٹا اٹھا اور میرے بیٹے کو مار۔ چنانچہ اپنے سامنے اس نے اس بیٹے کو سانٹے لگوائے کیونکہ اطاعت کی عظمت کو وہ سمجھتا تھا اور اطاعت کی خاطر قربانی دینے والوں کی حفاظت کے لئے وہ کھڑا تھا۔

تو کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اللہ اس بادشاہ سے بھی کم اپنے غلاموں کی غیرت رکھتا ہے۔ خدا کی قسم خدا کے نام پر، اس کی اطاعت کی خاطر اپنی چھاتیاں تان دیں اور خدا کی خاطر اگر آپ کسی سے ناراض ہونگے یا کسی کی ناراضگی مول لیں گے تو ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہ کریں۔ جو سانٹے آپ پر برسائے جائیں گے آسمان سے وہی سانٹے اس شخص پر برسائے جائیں گے جو محض اس لئے آپ کا دشمن ہوا ہے کہ آپ نے اطاعت کی خاطر اس سے دشمنی مول لے لی۔ ایسی الٰہی جماعت کو دنیا کی کیا پرواہ ہو سکتی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں کی تو کوئی حیثیت نہیں۔ آج مرے اور کل دوسرا دن۔ لیکن اللہ کی بادشاہت تو دائمی ہے۔ اس سلطنت میں کبھی کوئی زوال نہیں آسکتا۔ پس وہ امراء جو محبت سے جھکتے ہیں تو خدا کی خاطر جھکتے ہیں وہ امراء جو ناراض ہوتے ہیں اور ناراضگی مول لیتے ہیں تو ان پر بڑی بڑی طعن کی زبانیں دراز کی جاتی ہیں، ان کے خلاف اڈے بنائے جاتے ہیں محض اس لئے کہ انہوں نے رضائے باری تعالیٰ کی خاطر ایک کڑوا فیصلہ کیا ہے ان کو ان نافرمانیوں کی بھی، ان بدتمیزیوں کی بھی کوئی پرواہ نہیں ہونی چاہئے۔ خدا کی خاطر وہ ڈٹے رہیں اور یاد رکھیں کہ خدا کا وعدہ ہے "وتوکل علی العزیز الرحیم" کہ تو پھر اللہ پر توکل رکھ جو عزیز ہے۔ وہ غالب ہے اور فائق ہے ہر دوسری چیز پر۔ صاحب عزت و عظمت ہے اور رحیم ہے اور بار بار رحم فرمانے والا بھی ہے۔

تو تمام دنیا کے امراء جو جماعت احمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں اگر وہ امارت کے ڈھنگ اختیار کریں گے تو یاد رکھیں کہ جماعت ایسے عظیم رشتوں میں منسلک ہو جائے گی جہاں جماعت کا ہر بڑا اپنے ماتحتوں کے لئے چھوٹا ہو جائے گا اور جماعت کا ہر چھوٹا اپنے افسروں کے لئے بڑا بن جائے گا۔ یہ وہ وحدت کا ایک نمونہ ہے جو اس دنیا میں توحید کی برکت سے پیدا ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے۔ پس وہ توحید جو ہم آسمان کی بلندیوں پر دیکھتے ہیں وہ ہماری خاطر نیچے اترتی ہے اور ہمیں ایک ایسے عظیم رشتے میں منسلک کر دیتی ہے کہ جہاں چھوٹا خدا کی خاطر بڑا ہو رہا ہے جہاں بڑا خدا کی خاطر چھوٹا ہو رہا ہے، اس سے زیادہ مساوات کا، اس سے اعلیٰ اور پاکیزہ مساوات کا کوئی تصور دنیا میں ممکن نہیں ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق یہ فرمایا اور پھر دیکھیں کیا فرماتا ہے "الذی یراک حین تقوم" اے میرے بندے تو میری خاطر لوگوں کو ناراض کرتا ہے پھر کیا ڈر ہے "توکل العزیز الرحیم" جس کی خاطر تو توکل کر رہا ہے "الذی یراک حین تقوم" وہ خدا جو تجھے دیکھتا ہے جب تو کھڑا ہوتا ہے، اس کی نظر تجھ پر پڑ رہی ہوتی ہے ایک لحہ بھی وہ تیرے حال سے غافل نہیں ہے۔ پس زار کو تو اس کی آواز ہو سکتا ہے نہ بھی پہنچتی، ہو سکتا ہے یہ

واقعہ ایک فاصلے پر ہوتا اور اس کی نظر بھی نہ پڑتی بعد میں اس سے جو سلوک ہو گا اس کا بھی زار کو کچھ پتہ نہیں چل سکتا تھا۔ گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ ہر حال تجھ پر کھڑا ہے۔ "سبحان من یرانی" کا مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس شعر میں جو آپ بار بار سنتے ہیں "سبحان من یرانی، سبحان من یرانی" تو ایک صاحب عرفان کا کلام ہے جو جانتا ہے کہ ہر لحہ میرے خدا کی مجھ پر نظر ہے۔ اس سے کوئی حال بھی میرا غافل نہیں۔ نہ میرا نہ ان لوگوں کا جو میرے ساتھ کوئی معاملہ کرتے ہیں پس فرمایا توکل اس ذات پر تو نے کرنا ہے جو ہمیشہ تجھ پر نگران کھڑا ہے اس کی پیار کی نگاہیں تجھ پر پڑتی ہیں بلکہ وہ اس حد تک تیرے حال سے واقف ہے "وتقلبک فی الساجدین" وہ سجدہ کرنے والوں میں تیرے تقلب کو بھی دیکھ رہا ہے۔ اب دیکھیں کتنا عظیم مضمون ہے جس کا پہلے مضمون سے کیسا حیرت انگیز تعلق ہے۔ تقلب کا یہ مضمون بعض مفسرین نے بلکہ اکثر نے یہ بیان کیا ہے کہ جب مومن سجدہ کرتے ہیں تو ان کے درمیان تیرا پھرنا اللہ دیکھتا ہے۔ کیونکہ تقلب کا ایک معنی ہے پھرنا۔ لیکن تقلب کا یہ معنی اس صورت حال پر اطلاق نہیں پاتا۔ سجدے کے وقت تو سب سے آگے سجدہ ریز محمدؐ رسول اللہ ہوا کرتے تھے۔ اس وقت آپ کے تقلب کا کیا مطلب۔ یہاں تقلب کا جو میں معنی سمجھتا ہوں وہ یہی ہے کہ آپ کا سجدے میں خدا کے حضور گریہ وزاری کے ساتھ کروٹیں بدلنا اور سجدے میں بے چینی سے جب انسان دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں ہوتا ہے جب لوٹتا پوٹتا ہے تو تقلب کا معنی ہی لوٹنا پوٹنا ہے۔ تو تیری بے قراریاں خدا کے حضور، سجدہ ریز لوگوں کے حضور، خدا کی نظر میں رہتی ہیں۔ پس چونکہ سجدے کا مضمون ہی چل رہا ہے اطاعت ہی کا مضمون چل رہا ہے تو فرماتا ہے کہ تیرے خدا کی تجھ پر اس وقت بھی نظر ہوتی ہے جب سجدہ کرنے والوں میں سب سے زیادہ بے قرار سجدہ تیرا ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ اللہ کی محبت میں گوندھا ہوا اور اللہ کی محبت میں تڑپتا ہوا سجدہ تیرا سجدہ ہے۔ پس تقلب سے مراد وہ تڑپنا ہے سجدے کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو نصیب تھا اور فرمایا تجھے پھر کیا پرواہ۔ میں تجھے دیکھ رہا ہوں، ہر حال میں دیکھ رہا ہوں اور تیرے تقلب پر بھی نظر ہے۔ جو دکھ تجھے پہنچتا ہے وہ سجدوں میں تو میرے حضور پیش کر دیتا ہے۔ تیری بے قراریاں میری نظر کے سامنے رہتی ہیں۔ "انہ ھو السمیع العلیم" جان لے کہ وہ بہت سننے والا ہے اور بہت جاننے والا ہے۔ تو نہ بھی کہتا تو وہ جانتا تھا۔ لیکن جب تو گریہ وزاری خدا کے حضور پیش کرتا ہے تو وہ سمیع علیم ہے۔ وہ سننے والا بھی ہے اور جاننے والا بھی ہے۔

پس مومن اگر یہ رنگ اختیار کرنے کی کوشش کرے جو آقا کے رنگ ہیں یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے رنگ تو اس کی اطاعت میں بھی رفعتیں ہیں، اس کے مطاع ہونے میں بھی رفعتیں ہیں۔ ہر حال میں وہ سربلند ہے۔ لیکن اس حالت میں سربلند ہو گا جب خدا کے حضور اس کا سر جھکا رہے گا۔ جب سجدوں میں تقلب نصیب ہو گا اور جب بنی نوع انسان کے سامنے اس کی انکساری خدا کی خاطر ہوگی نہ کہ نفس کی ذلت کی خاطر۔ اللہ کرے ہمیں یہ توفیق نصیب ہو اور جماعت کینیڈا کو بھی اللہ تعالیٰ یہ توفیق عطا فرمائے۔

اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے مگر میں ایک بات جماعت کینیڈا کو خصوصیت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس اطاعت کے مضمون کو سمجھ کر یاد رکھیں۔ میں سال ہا سال سے آپ کو تبلیغ کی طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اور ہر طرح جس حد تک مجھے خدا نے توفیق بخشی بلند آواز سے بھی، آہستہ بھی، خطوں میں لکھ لکھ کر بھی، پیار سے بھی سمجھا کر، کبھی ناراضگی کا اظہار کر کے بھی آپ کو بتا رہا ہوں کہ دیکھو یہ زمانہ وہ آگیا ہے کہ جب تبلیغ کے تقاضے ہر دوسرے تقاضے سے بالا ہو گئے ہیں۔ اب قوموں کی تقدیریں پلٹنے کا زمانہ آگیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہم وہ ہیں جن کے ہاتھوں میں قوموں کی تقدیروں کی باگ ڈور تھما دی گئی ہے۔ اگر ہم اس فریضے کو ادا نہیں کریں گے تو پھر اور کوئی کبھی اس فریضے کو ادا نہیں کرے گا اور اب تو دوسروں کی طرف سے آوازیں اٹھنے لگی ہیں۔ ابھی پرسوں کینیڈا کے ایک مخلص احمدی جو ابھی حال ہی میں احمدی ہوئے ہیں مجھ سے ملنے آئے اور کہا کہ میں شکریہ بھی ادا کرنے آیا ہوں اور شکوہ بھی کرنے آیا ہوں۔ شکریہ اس بات کا کہ مجھے وہ نعمت نصیب ہوئی جس کے لئے میرا دل ہمیشہ بے قرار رہتا تھا اور ایک پیاس تھی جو بجھتی نہیں تھی۔ صرف احمدیت میں آکر وہ پیاس بجھی ہے۔ اور شکوہ اس کا کہ آپ لوگ پہلے کہاں رہے ہیں۔ کیوں ہم تک اپنی آواز نہیں پہنچائی۔ اس نے کہا آپ کو پتہ نہیں کہ لاکھوں روحیں ہیں میری طرح جو بے تاب ہیں۔ ان کے کان ترس رہے ہیں آپ کی آواز سننے کو اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ کون اس کا ذمہ دار ہے۔ میں نے جس حد تک ممکن تھا سمجھانے کی کوشش کی مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو بھی آپ کے ساتھ مل کر ایک مجرم محسوس کر رہا تھا۔ جو حق تھا جیسا کہ حق تھا ہم نے ادا نہیں کیا۔

اور امر واقعہ یہ ہے کہ مغربی دنیا میں کینیڈا کو ایک خاص سعادت نصیب ہوئی ہے۔ جس کا ذکر میں ہمیشہ کرتا چلا آیا ہوں۔ ان لوگوں میں ایک بھولا پن ہے، ایک سادگی ہے جو باقی مغربی دنیا میں اس حد تک نہیں ہے۔ جرمن قوم کی بھی میں تعریف کرتا ہوں اور قوموں کی بھی اپنی خوبیوں کے لحاظ سے تعریف کرتا ہوں۔ لیکن ان کا ایک الگ انداز ہے سادگی اور بھولے پن کا جو اس قوم کا ایک خصوصی نشان بن چکا ہے۔ ان کو باوجود اس کے کہ یہ دنیاداریوں میں پھنس گئے ہیں اور دن بدن ان کی توجہات لذت کی پیروی میں منعطف ہو چکی ہیں۔ لیکن ابھی ان کے دل میں ایک پیاس موجود ہے اچھے ہونے کی، بھلائی کی، بنی نوع انسان کی خدمت کی۔ پس یہ قوم آپ کو بلا رہی ہے اور اگر آپ نے ان تک پہنچ کر ان کی اس طبعی پیاس کو نہ بجھایا تو پھر آپ خدا کے حضور کیا جواب دیں گے۔ آپ کوثر کے مالک تو بن بیٹھے مگر کوثر کی تقسیم کا حق ادا نہ کیا۔ پس آپ کی مثال تو ایسی ہی ہوگی جو زندگی کے چشمے پر قبضہ کر لے اور کسی کو اس سے سیراب نہ ہونے دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے کوثر کا ساقی بنا دیا ہے اس ساقی بننے کے حق کو ادا کریں۔ اور چین سے نہ بیٹھیں جب تک آپ کینیڈا کی سعید روحوں کو احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف دعوت نہ دیں اور پھر ان کی تربیت نہ کریں، ان کو اپنائیں نہیں، ان کو پیار نہ دیں۔ یہ ایک اور مضمون ہے جس کا میں انشاء اللہ آئندہ کسی موقع پر ذکر کروں گا۔ سردست اتنا ہی پیغام دینا کافی سمجھتا ہوں۔ آپ کی وساطت سے چونکہ دنیا ساری براہ راست اس وقت اس خطاب کو سن رہی ہے اور کینیڈا کی جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ یہ دو طرفہ تعلقات کے رشتے قائم کر دئے ہیں۔ اس لئے میں اس مبارک موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک دفعہ پھر دعوت الی اللہ کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

جماعت احمدیہ برطانیہ کی
۱۷ ویں مجلس شوریٰ کا بابرکت انعقاد

جماعت احمدیہ برطانیہ کی ۱۷ ویں مجلس شوریٰ کا انعقاد مورخہ ۸، ۹ جون ۱۹۹۶ء کو (محمود ہال) مسجد فضل لندن میں ہوا۔ جس میں برطانیہ کی ۷۰ جماعتوں کے ۱۶۴ نمائندگان نے شرکت کی۔ جن میں لجنہ اماء اللہ کی نمائندہ خواتین اور نمائندگان خصوصی بھی شامل تھے۔

مورخہ ۸ جون کو شام ۶ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ مجلس عرفان میں تشریف لائے اور دو گھنٹے تک رونق افروز ہوئے۔ پھر اگلے روز مورخہ ۹ جون کو شام ۴ بجے اختتامی اجلاس کے لئے بھی تشریف لائے۔ مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت نے حضور انور کی خدمت میں مختصر رپورٹ پیش کی اور اس بات پر خوشی کا اظہار فرمایا کہ گزشتہ تین سالوں سے ہم جبکہ شوریٰ کے موقع پر حضور کی موجودگی سے محروم چلے آ رہے تھے۔ امسال ہمیں یہ سعادت حاصل ہو رہی ہے کہ ہم حضور کے ارشادات اور رہنمائی سے براہ راست فائدہ اٹھا سکیں۔ اس موقع پر مکرم امیر صاحب نے دو عظیم منصوبوں کی تکمیل پر حضور انور ایدہ اللہ کی خدمت میں مبارکباد پیش کی جن میں ایک تو ایم ٹی اے کا چوبیس گھنٹے کا نشریاتی پروگرام ہے اور دوسرا جماعت احمدیہ برطانیہ کے لئے نئی مسجد اور نئے مراکز کی تعمیر کے لئے جگہ حاصل کرنا شامل ہے۔

ہر دو منصوبے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اور حضور انور ایدہ اللہ کی دعاؤں اور رہنمائی میں پایہ تکمیل کو پہنچے۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کو اپنی حفظ و امان میں رکھے اور آپ کی قیادت میں ہم اور بھی پھلتے پھولتے رہیں۔ شوریٰ کی رپورٹ کے بارے میں مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضور کے ارشادات کے بعد جملہ کارروائی جو تبلیغ اور تربیت پر ہی مشتمل تھی۔ اس کے بارے میں سوچ اور فکر کا انداز بدل گیا اور الحمدللہ شوریٰ کے ممبران نے اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے کے لئے اس سے نئی روشنی اور رہنمائی حاصل کی ہے۔ اور نئے جوش، جذبہ اور سنجیدگی کے ساتھ حضور ایدہ اللہ کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کا عزم کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب میں فرمایا کہ مکرم امیر صاحب کی مختصر تقریر کے بعد میرے ذہن میں جو مضمون بیان کرنا مقصود تھا اس کو چھوڑ کر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ سب کامیابیاں سراسر اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہی تھا۔ اس میں میری ذات کا کوئی دخل نہ تھا۔ جو بھی بات اور پروگرام میرے ذہن میں ابھرتا ہے اس میں دراصل اللہ تعالیٰ کی تقدیر ہی جلوہ گر نظر آتی ہے۔

یہ الٰہی منشاء ہی تھا جس نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے اس زمانے کی ضرورت کے مطابق مواصلاتی و نشریاتی نظام کی طرف رہنمائی فرمائی۔ اور آج مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے ہم اس مقام تک آپہنچے ہیں جہاں سے اب ہمیں اس کے نتائج، اس کے پھل اور مقبولیت کے اثرات نمایاں طور پر نظر آ رہے ہیں۔

شوریٰ کی مناسبت سے حضور انور نے نمائندگان کو توجہ دلائی کہ جب بھی دین کی خاطر کوئی فیصلے کئے جاتے ہیں انہیں خدا تعالیٰ کی تائید حاصل ہوتی ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان پیدا کریں اور توکل علی اللہ کے ساتھ آگے بڑھیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو خدمت اسلام کے لئے چن لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور شوریٰ اختتام پذیر ہوئی۔

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
GUARANTED PRODUCT
Soniky
HAWAI
A TREAT FOR YOUR FEET
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P)LTD
34 , A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR , VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ جموں کا تیسرا سالانہ اجتماع

منعقدہ ۱۷، ۱۸ جون ۱۹۹۶ء

مجلس خدام الاحمدیہ صوبہ جموں کا تیسرا سالانہ اجتماع ۱۷، ۱۸ جون ۹۶ء بروز سوموار۔ منگلوار مجلس کالابن لوہارکہ کے ایک وسیع مکان کی چھت پر نہایت شاندار طریق پر منعقد ہوا مکان کی چھت پر شامیانے لگاکر نہایت ہی خوبصورت سٹیج وجلسہ گاہ تیار کی گئی تھی اس سے قبل دو اجتماع جماعت احمدیہ چارکوٹ میں منعقد ہوتے رہے

افتتاحی اجلاس کی کاروائی ۱۷ جون کو ٹھیک ۹½ بجے زیر صدارت محترم عبدالعزیز صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ جموں شروع ہوئی مکرم مولوی نثار احمد صاحب ساجد کی تلاوت اور عزیز طاہر احمد صاحب جائی کی نظم کے بعد مکرم ماسٹر محمود احمد صاحب پرویز صدر اجتماع کمیٹی نے حاضرین کی معیّت میں عہد خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ دہرایا بعدہ واقفین نو بچوں نے بڑے اچھے انداز میں ایک ترانہ پیش کیا اس کے بعد مکرم عبدالمنان صاحب عاجز قائد علاقائی صوبہ جموں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کا پیغام پڑھ کر سنایا۔

محترم عبدالعزیز صاحب امیر جماعت احمدیہ صوبہ جموں نے صدارتی خطاب میں اجتماع کے انعقاد پر خدا تعالٰے کا شکریہ ادا کیا اور خدام کو قیمتی نصائح سے نوازا بارش تیز ہو جانے کی وجہ سے بقیہ کاروائی مکان کے اندر شروع کی گئی مکان کے دو بڑے ہال سامعین سے کھچا کھچ بھر گئے اور کافی تعداد میں احباب جماعت وغیر از جماعت دوستوں نے اجتماع میں شرکت کی جلسہ کی کاروائی ابھی جاری تھی کہ مرکز قادیان سے نمائندگان محترم چوہدری محمد عارف صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت، محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم نمائندہ مجلس انصار اللہ، مکرم مبشر احمد صاحب بٹ مہتمم مجلس اطفال الاحمدیہ آئے یہ پہلا موقع تھا کہ صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت اجتماع پر تشریف لائے قبل ازیں صوبہ جموں کے دو اجتماع ہو چکے تھے مگر موصوف نہ تشریف لا سکے۔ چنانچہ مہمانان کرام کا گرمجوشی سے استقبال کیا گیا مہمانوں کے تشریف لانے کے بعد بارش بھی رک گئی اور موسم نہایت سہانا ہو گیا۔

نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد دوسرے اجلاس کی کاروائی پھر جلسہ گاہ میں زیر صدارت مکرم محمد صادق صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ چارکوٹ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم ونظم کے بعد مکرم ماسٹر محمود احمد صاحب پرویز صدر اجتماع کمیٹی نے فریضۂ تبلیغ اور خدام الاحمدیہ کی ذمے داریوں پر روشنی ڈالی اسکے بعد مقابلہ حسن قرأت اطفال و نظم خوانی خدام ہوا اس کے بعد ایک خصوصی اجلاس ہوا جس کی صدارت محترم ڈاکٹر چوہدری محمد عارف صاحب ننگلی صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے کی تلاوت ونظم خوانی کے بعد محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم ایڈیٹر اخبار بدر مدرس مدرسہ احمدیہ نے بد رسوم کے خلاف ایک نہایت ہی مدلل اور فصیح وبلیغ تقریر فرمائی۔

بعدہ محترم صدر اجلاس نے اختتامی خطاب میں خدام کو انکی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قیمتی نصائح فرمائیں

اختتامی اجلاس ۱۸ جون کو محترم مبشر احمد صاحب بٹ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کی زیر صدارت شروع ہوا تلاوت ونظم کے بعد خاکسار نثار احمد کامل قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالابن لوہارکہ نے " واقفین نو اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داری" عنوان پر تقریر کی اس کے بعد مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ کے بقیہ علمی مقابلہ جات کرائے گئے۔ بعدہ محترم مولانا منیر احمد صاحب خادم نے نظام خلافت سے وابستگی پر دلچسپ تقریر فرمائی۔ اور مکرم عبدالمنان صاحب عاجز قائد علاقائی نے جملہ احباب ومہمانان کرام اور خدام، اطفال اور انصار کا شکریہ ادا کیا بعدہ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت نے تربیت اولاد اور دعوت الی اللہ پر خطاب فرمایا آپ نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کو دلچسپ انداز سے ان امور کی طرف توجہ دلائی۔ آخر پر آپ نے نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام واطفال کو انعامات دیئے اور اجتماع کے خوش اسلوبی سے اختتام پذیر ہونے پر مجلس کو مبارکباد دی اور اجتماعی دعا کرائی۔

قادیان سے تشریف لانے والے مہمانان کے ہم بہت شکرگذار ہیں کہ انہوں نے بارش میں اس پہاڑی علاقہ کا اتنا لمبا سفر پیدل طے کر کے اجتماع میں شرکت کی۔ اجتماع کے دونوں روز خدام واطفال نے نظم وضبط اور پیار ومحبت سے جملہ پروگراموں کو کامیاب بنایا حاضرین نے ذوق وشوق سے حصہ لیا۔ ۱۵۰ تک حاضری رہی جس میں غیر از جماعت افراد بھی شامل تھے ۵ افراد نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی سعادت حاصل کی۔ جس کا اعلان اجتماع کے آخر پر کیا گیا۔

دو دن لگاتار رات ۹ بجے سے تین بجے تک V.C.R کے ذریعہ حضور انور کی کیسٹیں دکھائی جاتی رہیں جس سے غیر احمدی دوست بہت متاثر ہوئے امسال بھی صوبہ جموں کی متعدد مجالس سے نمائندگان تشریف لائے۔ اور اجتماع کی رونق بڑھائی۔ چنانچہ جماعت احمدیہ چارکوٹ، پونچھ بڈھانوں، ارتال، شیندرہ، گورسائی، پٹھانہ تیر درہ دتیاں، سے نمائندگان تشریف لائے کالابن کی حاضری سو فی صد رہی غیر از جماعت دوست جو شرکت نہ کر سکے دور چھتوں پر بیٹھ کر پروگرام دیکھتے اور سنتے رہے۔ اجتماع کے موقع پر طبی امداد کا کیمپ بھی لگایا گیا جس سے احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت کو فائدہ پہنچا کم وبیش ۲۰۰ آدمیوں کو ادویات دی گئیں یہ تمام ادویات مکرم ڈاکٹر محمد اسلم صاحب نے عطیہ کے طور پر عطا کی تھیں فجزاہ اللہ تعالٰے

(نثار احمد کامل قائد مجلس خدام الاحمدیہ کالابن لوہارکہ)

نماز جنازہ غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے ۲۹ مارچ ۹۶ بروز جمعۃ المبارک مسجد فضل لندن میں درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

۱۔ مکرمہ آمنہ طیبہ صاحبہ اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب ربوہ

۲۔ مکرمہ امتہ المجید بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم خان ثناء اللہ خان صاحب مرحوم لاہور عمر ۹۶ سال۔ مرحومہ حضرت مولوی شیخ محمد صاحب آف لاہور صحابی حضرت مسیح موعودؑ کی بیٹی اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت یوکے کی والدہ تھیں۔

۳۔ مکرمہ بلقیس بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر میر مشتاق احمد صاحب مرحوم لاہور مرحومہ موصیہ تھیں

۴۔ مکرمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ والدہ مکرم عطاء الرحمٰن صاحب غنی بنت محترم حکیم مفتی فضل الرحمٰن صاحب آف لاہور۔ مرحومہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی کی نواسی اور صحابیہ تھیں۔

۵ مکرمہ خانم زبیدہ پروین صاحبہ اہلیہ مکرم میجر سردار بشیر احمد خان صاحب مرحوم آف مالیر کوٹلہ۔ اسلام آباد

۶۔ مکرم حمید احمد صاحب لائلپوری - لندن

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت

بابت سال ۹۶-۱۹۹۵ء

۱۔ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ واطفال الاحمدیہ بھارت ۹۶-۱۹۹۵ء ماہ اکتوبر کی ۱۸، ۱۹، ۲۰ تاریخوں کو قادیان میں منعقد ہوگا

۲۔ سالانہ اجتماع کے موقع پر مجلس شوریٰ میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا انتخاب بھی عمل میں آئے گا۔ اس سلسلہ میں ضروری ہدایات کا سرکلر مجالس کو بھجوا دیا گیا ہے۔

جملہ قائدین وعلاقائی قائدین سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ نمائندگان کو اس بابرکت اجتماع میں شریک کرنے کی کوشش کریں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

امتحان دینی نصاب جماعتہائے احمدیہ بھارت

سال ۱۹۹۶ء کے لئے نظارت دعوۃ وتبلیغ نے جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان کیلئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" بطور نصاب مقرر کی ہے جس کا امتحان ۱۰/۱۱/۹۶ء بروز اتوار ہوگا

مبلّغین، معلّمین اور عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ زیادہ سے زیادہ احباب کو اس امتحان میں شامل کرنے کی کوشش کریں نیز امتحان میں شامل ہونے والوں کے اسماء مع ولدیت نظارت میں بھجوا دیں۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

درخواست دعا

اس عاجز کی طبیعت کافی عرصہ سے ناساز چلی آ رہی ہے کھانے کی نالی تنگ ہو گئی ہے اور ہلکا سا السر کا بھی نشان ہے جس کا علاج جاری ہے میری آنکھ کا اپریشن بھی ہونے والا ہے شوگر کی بھی کافی زیادتی ہے اس کے نارمل ہونے کے لئے علاج کیا جا رہا ہے۔ جملہ امراض کی وجہ سے ذہن پر بہت دباؤ ہے تمام احباب جماعت بھائی بہنوں سے نہایت عاجزی سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالٰے اپنی صفت شافی کے تحت شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور تا عمر خدمت دین کی توفیق بخشے آمین (منظور احمد آف گھنوکے ججہ درویش قادیان)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

پروفیسر ڈاکٹر پرویز پروازی

برصغیر کا ایک بے مثال نعت گو

برصغیر ہند و پاک میں کوئی ہی ایسا شاعر رہا ہوگا جس نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں نعت نہ کہی ہو۔ نعت گوئی کی روایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں حسان بن ثابت سے شروع ہوئی اور بے شمار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس بابرکت روایت کو آگے بڑھایا۔ عربی اور فارسی کے زیر اثر یہی روایت ہمارے ہاں بھی پہنچی اور شعراء کرام ہر دور میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرتے اور اپنی عاقبت سنوارتے رہے۔

پنجاب یونیورسٹی سے دو حضرات نے نعت گوئی پر مقالے لکھ کر پی ایچ ڈی کی ڈگریاں حاصل کیں۔ ڈاکٹر ریاض مجید نے اردو نعت گوئی پر اور ڈاکٹر اسحاق قریشی نے برصغیر میں عربی نعت گوئی پر مقالے لکھے۔ اگر برصغیر کی فارسی نعت پر کوئی مقالہ لکھا گیا ہے تو اس تک میری رسائی نہیں ہوئی۔ اتفاق سے یہ دونوں حضرات میرے رفیق کار رہے۔ ڈاکٹر اسحاق قریشی کا مقالہ میرے ملاحظہ میں آیا تو میں نے انہیں انیسویں صدی کے ایک بہت بڑے نعت گو کا دیوان دیا۔ حیرت کی بات تھی کہ ڈاکٹر اسحاق قریشی نے اس شخص کا ذکر تک نہیں کیا تھا۔ میں نے توجہ دلائی تو فرمانے لگے کہ میرے علم میں ہی نہیں تھا کہ ان صاحب نے عربی میں نعتیں لکھی ہیں۔ چھپنے کو تھا آپ نے وعدہ تو کیا تھا کہ چھپنے سے قبل وہ اس کی تلافی کر دیں گے۔ اب کچھ عرصہ سے میں تو یہاں اپسالا یونیورسٹی میں بیٹھا ہوں خدا معلوم ڈاکٹر صاحب نے اس کی تلافی کی یا نہیں؟

ہمارے ہاں انیسویں صدی کے اواخر تک بلکہ بیسویں صدی کی پہلے تین دہائیوں تک فارسی شعری روایت سے ہمارا رابطہ قائم تھا۔ اقبال اس فارسی شعری روایت کا آخری شاعر تھا۔ اس کے بعد یہ روایت مٹتے مٹتے مٹ گئی۔ کہیں کہیں اکا دکا شاعر فارسی کو ذریعہ اظہار بناتے رہے مگر انیسویں صدی میں تو اکثر شاعر دقیق مضامین کے اظہار کے لئے فارسی کو ترجیح دیتے تھے۔ جس فارسی نعت گو کا ذکر میں کرنے لگا ہوں ان کی نعت گوئی کی خصوصیت ہی یہ تھی کہ وہ نعت کو ایک فکری نظم جان کر کہتے تھے محض مدینہ اور خاک مدینہ تک اپنے کو محدود نہیں رکھتے تھے۔ ان کے ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مبارک کے صحیح مقام کا ادراک کئے بغیر نعت کہنا ممکن ہی نہیں تھا۔ ان کی اکثر نعتیں فارسی یا عربی میں ہیں۔ ان کی عربی نعت۔

یا عین فیض اللہ والعرفان
یسعی الیک الخلق کالظمان

(کہ اے فیضان وعرفان الٰہی کے سرچشمے! خلق خدا تمہاری طرف پیاسوں کی طرح دوڑی آتی ہے)۔

بلاد عربیہ میں بھی بہت احترام سے سنی اور پڑھی جاتی ہے۔ بلکہ دمشق کے ایک مدرسہ میں اس کا باقاعدہ درس دیا جاتا ہے۔ اس ساری نعت میں کہیں ایک جگہ بھی اس بات کا ذکر نہیں کہ یہ نظم کس ذات مبارک کے بارے میں ہے۔ اس کے مطالب خود بتاتے چلے جاتے ہیں کہ وہ سرچشمہ عرفان کون ہے جس کی جانب دنیا پیاسوں کی طرح سعی کرتی چلی آتی ہے۔ یہ نعت داخلی شہادت کے پیرائے میں کہی گئی ہے اور اسی لئے اپنی تکنیک کے لحاظ سے منفرد ہے۔ نعت میں آنحضور کے اسم مبارک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ اس سرزمین کا ذکر ضرور کیا جاتا رہا ہے جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی کہ عشاق کے ہاں اس سرزمین کے ذرے بھی لعل جواہر سے زیادہ قیمتی گنے جاتے رہے اور ہیں۔ مگر ایک وقت ایسا آیا کہ نعت حضور کے شمائل کے بیان سے ہٹ کر محض ماحول واحوال تک محدود ہو گئی۔ حالانکہ اس روایت کے پیش رو حضرات کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ نعت کہنے والے محض ان کی ان باتوں کو اختیار کر لیں گے اور حضور کے فیضان کا ذکر کرنا بھول بیٹھیں گے۔ اردو نعت میں یہ رویہ بہت عام رہا مگر برصغیر میں فارسی کے نعت گو حضرات نے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیضان وعرفان کو ہی اپنا مطمع نظر جانا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ فارسی کے اکثر نعت گو شعرا تصوف سے آگاہی رکھتے تھے اور ان کے ہاں وہی صوفیانہ روش چلتی ہوئی نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ غالب نے بھی فارسی روایت کے متبع میں صوفیانہ مسلک میں نعت کہی۔ جامی کی نعت۔

نسیما جانب بطحا گذر کن
ز حالم محمدؐ را خبر کن

(اے باد نسیم بطحا کی طرف گزر کر اور میرے حال سے محمد کو باخبر کر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

مدتوں ہمارے ہاں عرسوں پر گائی جاتی رہی مگر اس نعت کے دوش بدوش یہ نعت بھی صوفیاء کے ہاں بہت مقبول رہی۔

اگر خواہی دلیلے عاشقش باش
محمد ہست برہان محمد

(اگر تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر دلیل کا طلب گار ہے تو ان کا عشق اختیار کر کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دلیل آپ ہیں۔

مگر کسی کو یہ علم نہ ہوا کہ یہ شعر کس کا ہے اور عشق محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوبی ہوئی یہ نعت کس نے کہی ہے؟ یہ مضمون اسی بے مثال نعت گو کی فارسی نعت گوئی کے بارے میں ہے۔

نام غلام احمد تخلص فرخ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۹۰۸ء میں راہی ملک بقا ہوئے۔ اسی ۸۰ کے قریب دینی تصانیف ان کی یادگار ہیں۔ خواجہ میر درد کے خاندان سے صہری تعلق قائم ہوا۔ اولاد بھی علمی اور دینی حلقوں میں منفرد اور ممتاز سمجھی گئی۔ ان کی نعت گوئی میں ان کی صوفیانہ طبیعت اور ترک دنیا کا بھی بہت حصہ ہے۔ کھاتے پیتے جاگیردار گھرانہ سے تعلق تھا مگر بچپن ہی سے علائق دنیا سے بیزار تھے۔ مسجد ان کا ٹھکانہ اور قرآن کی تلاوت ان کی غذا تھی۔ ان کی نعت گوئی محض اوپری نہیں تھی ان کے دل کی کیفیت کی آئینہ دار تھی۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف والے ان کی نعت بطور خاص سنتے اور وجد کیا کرتے تھے۔ مگر حیف کہ ہمارے اس بے مثال نعت گو کی وہ قدر نہ ہوئی جو ان کا حق تھا۔

ان کی نعت

"درد دلم جوشد ثنائے سرورے
آں کہ در خوبی نہ دارد ہمسرے"

قصیدہ کے رویہ میں ہے اور ۱۲۵ اشعار پر مشتمل ہے نعتیہ قصائد اگر ہمارے ہاں کسی نے کہے ہیں تو وہ بھی فرخ ہیں۔ ہمارے ہاں نعت غزل کے رویہ میں یا زیادہ سے زیادہ نظم کے رویہ میں کہی گئی۔ نعت کو باقاعدہ نعتیہ قصیدہ کا رنگ انہیں سے ملا اسی نعت کا یہ شعر صوفیاء پر حال طاری کر دیا کرتا تھا۔

می پریدم سوئے کوئے او مدام
من اگر می داشتم بال و پرے

(اگر میرے بال و پر ہوتے تو میں ہمیشہ اسی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پرواز کرتا)

وہ نعت بھی انہی سے منسوب ہے جس میں آنحضورؐ کی قوت قدسی کی بہترین تصویر کشی کی گئی ہے۔ اور نعت کے رویہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے کا ذکر ہے۔ یہ مضمون نعت گو شعراء کا مرغوب مضمون رہا ہے کہ اے کاش انہیں مدینہ میں موت آئے یا ان کی خاک اس خاک کا حصہ بن جائے جو سرزمین عرب کی خاک کہلاتی ہے۔ مگر فرخ کا خیال انوکھا بھی ہے اور والہانہ بھی۔ زمین ہے قربانت جان من اے یار محسنم شعر ہے۔

گر کوئے تو اگر سر عشاق را زنند
اول کسے کہ لاف تعشق زند منم

("کہ اگر تمہارے کوچہ میں عاشقوں کے سر قلم کئے جا رہے ہوں تو میں سب سے پہلے تمہارے عشق کا دعویٰ کروں گا)"۔ یہ ۱۸۹۳ء کی نعت ہے۔ اور اس وقت ہمارے ہاں نعت کے رویے بہت مختلف تھے۔

غالب کی نعت کی زمین سعدی سے آئی ہے۔ اسی زمین میں فرخ نے بھی نعت کہی۔ اس کے دو شعر۔

عجب نوریست در جان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
عجب لعلیست در کان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(محمد کا نور عجب نور ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کان میں عجیب لعل وجواہر ہیں۔)

دریغا گر دہم صد جاں دریں راہ
نباشد نیز شایان محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(بلاشبہ اگر اس راہ میں سو جانیں بھی قربان کرنا پڑیں تو بھی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔)

ایسے عاشق رسول کے کلام کا یوں نظر انداز ہو جانا برصغیر میں نعت گوئی کی تاریخ پر بہت بڑا ظلم ہے۔ اے کاش کسی محقق کو اس بے مثال نعت گو کی نعت گوئی پر تفصیلی کام کرنے کی توفیق ملے۔ ان کے کلام کے مجموعے چھپ چکے ہیں اور یورپ کی اکثر لائبریریوں میں موجود ہیں۔ پاکستان کی لائبریریوں میں ان کی عدم موجودگی کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ میں نے متعدد کتب خانوں کو لکھا مگر ان کی طرف سے نفی میں جواب آیا۔ البتہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں ان کے کلام کی موجودگی سے بہت خوشی ہوئی۔ ہوسکتا ہے ان کے جسمانی و روحانی متوسلین سے ان کا کلام دستیاب ہو سکے۔ عربی نعتیہ قصائد ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی سے مل سکتے ہیں کیونکہ میں نے انہیں پیش کئے تھے۔

ان کے فارسی مجموعہ کلام میں حمد، نعت، دین اسلام کے تفوق اور ملت اسلامیہ کے مسائل پر نیز عام دینی موضوعات پر نہایت دردمندانہ نظمیں موجود ہیں۔

درخواست دعا

(۱) خدا کا بے انتہا شکر ہے کہ اس باری تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے ہمارے لڑکے ڈاکٹر نعیم احمد M.R.C.P کو CHAIR کا CONSULTANT عطا کیا ہم لوگوں کیلئے یہ انتہائی مسرت کا مقام اور اعزاز ہے آپ کو یہ NEONATOLOGY CHAIR میں دیا گیا ہے۔

(۲) مزید ہمارے بڑے نواسے بلال احمد / سلام احمد کا داخلہ برمنگھم یونیورسٹی میں CHEMICAL ENGINEERING میں اور منجھلے نواسے منزل احمد طارق کا داخلہ ریاست بہار کے نامی کالج PATNA SCIENCE COLLEGE میں ہوگیا ہے الحمد للہ قارئین سے تینوں کی مزید ترقیات اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ (اعانت بدر و شکرانہ ۷۰۰/- روپے)

(ڈاکٹر شمیم احمد و عذرا شمیم آرہ - بہار)

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے افتتاحی اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطاب کا خلاصہ)

مردوں کو زندہ کرنے والا ہوگا۔ وہ جب آئے گا تو شمال و جنوب، مشرق و مغرب کی کوئی تمیز نہیں رہے گی۔ اس کی آواز پر مردے بھی جی اٹھیں گے اور لبیک کہتے ہوئے اس کی طرف دوڑے چلے آئیں گے۔ اس تعلق میں یہ مضمون حج سے تعلق رکھتا ہے۔ ایک تو ظاہری حج ہے اور ایک وہ ہے جس کا وعدہ حضرت محمدؐ رسول اللہ کو "لیظہرہ علی الدین کلہ" میں دیا گیا کہ وہ تمام ادیان پر غالب آ جائے گا۔ اور تمام بنی نوع انسان اس کی اطاعت میں اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدا کے حضور حاضر ہوں گے۔ یہ وہ دور ہے جس میں ہم اللہ کے فضل کے ساتھ داخل ہو گئے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ آج دنیا کے روحانی پرندوں کو زندہ کرنے کے لئے خدا نے اپنے جلوے دکھانے کے لئے ہمیں چن لیا ہے۔ زندہ تو وہی کرے گا مگر اس کے وہ وعدے جو حضرت ابراہیمؑ سے فرمائے گئے اور وہ وعدے جو محمدؐ رسول اللہ سے فرمائے گئے جب خدا نے یہ فرمایا کہ جب یہ رسول تمہیں بلائے تا کہ تمہیں زندہ کرے تو یہ وہی موعود ہے جس کے متعلق ابراہیمؑ نے پوچھا تھا کہ تو ان مردوں کو کیسے زندہ کرے گا۔ تو ابراہیمؑ کو خدا نے مثال دے کر بتایا مگر وہ زندہ کرنے والا نبی اب آیا ہے جس کے ہاتھ پر زندہ کیا جانا تھا۔

حضور نے فرمایا کہ وہ ایک نبی جسے خدا نے روحانی مردے زندہ کرنے کی طاقت بخشی ہے وہ حضرت محمد مصطفیٰ ہی تھے۔ پس آج کا عالمی اجتماع جو تمام بنی نوع انسان کے نمائندوں کو یہاں کھینچ لایا ہے اور مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے پرندہ صفت روحیں، ابراہیمی طیور اڑتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں یہ اسی آواز ہی کا نتیجہ ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ نے ایک بیابان سے بلند کی تھی۔ آج تمام دنیا میں اسی آواز کی برکت ہے کہ ایک آواز پر یہ روحانی پرندے مختلف ممالک سے، مختلف براعظم سے ہر رنگ کے یہاں اکٹھے ہو گئے ہیں۔ پس یہ طاقت جو آپ سب کو کھینچ لائی ہے یاد رکھیں یہ وہ اللہ کی طاقت ہے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں جلوہ گر ہوئی۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہم نے جب دنیا کو زندہ کرنا ہے تو یہ یقین رکھتے ہوئے زندہ کرنا ہے کہ ہم خاک ہیں مگر خاک کی وہ چٹکیاں ہیں جو خدا کے ہاتھ میں تھمائی ہوئی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ عجز توحید کے سمجھنے کا پہلا قدم ہے اور وہ توحید جو میں کہتا ہوں کہ آپ اپنے نفس میں جاری کریں وہ عجز کے سوا ممکن نہیں۔ اور سچا عجز اپنی ذات پر گہری نظر ڈالے بغیر ممکن نہیں۔

حضور نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہونے والے الہام الٰہی، خذوا التوحید التوحید یا ابناء فارس، کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں جو ابناء فارس کا ذکر ہے اس میں وہ تمام جو آپ کے روحانی فرزند ہیں وہ سب بھی اس میں شامل ہیں۔ پس خدا کی توحید کو اپنے نفس میں جاری کرو۔ خدا کی توحید کے مظہر بنو تب خدا کی توحید آسمان پر نہیں رہے گی بلکہ زمین پر بھی اترے گی۔

حضور نے فرمایا کہ جب تک پوری صفائی، پورے صمیم قلب اور پورے تقویٰ کے ساتھ ہم اپنے نفس کو نہیں پہچانیں گے ہمارا سفر توحید کی طرف ممکن ہی نہیں۔ دنیا کو زندہ کرنے کے لئے ایک ہی راہ ہے اور وہ توحید کی راہ ہے۔ اس راستہ پر چلیں گے تو دنیا زندہ ہوگی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک الہام، انت منی بمنزلۃ توحیدی و تفریدی، کی تشریح خود حضور علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر بیان فرمائی اور ان انفسی اور آفاقی بتوں کی نشان دہی فرمائی جو توحید کے سفر میں انسان کی راہ میں حائل ہوتے ہیں۔ حضور نے فرمایا آپ کو باشعور طور پر توحید کی طرف سفر اختیار کرنا ہوگا۔ بیرونی بتوں کو بھی توڑنا ہوگا، جو آفاقی بت ہیں اور انفسی بتوں کو بھی توڑنا ہوگا۔ کئی قسم کے انفسی بت ہیں۔ بیویاں، بچے، خاوند، بھائی، فرضی محبوب یہ سب انفسی بت ہیں۔ ان بتوں سے آپ خالی ہونگے تو تب توحید کا نور آپ کے اندر داخل ہوگا۔ لیکن اس خیال سے دل برداشتہ نہ ہوں کہ یہ بہت لمبا سفر ہے۔ یہ بت شکنی کا دور لمبا ہے لیکن کامل عجز کے ساتھ خدا کی طرف جھکتے ہوئے ہر احمدی کا فرض ہے کہ یہ سفر شروع کر دے۔ آپ ابراہیمی طیور بنیں اور ابراہیمی طیور بنانے کے لئے خدا سے دعائیں مانگیں۔ ابراہیمی طیر بنیں گے تو زندگی پائیں گے۔ مگر "صرھن" کے مضمون کو یاد رکھیں۔ بلانا ہے تو پیار سے بلائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے وہ ابراہیمی روح پیدا کریں جو گرویدہ بنانے والی روح تھی مگر اس کا آخری کامل اظہار حضرت محمدؐ رسول اللہ کے ذریعہ ہوا۔

حضور نے فرمایا کہ وہ عظیم دن جن کو ہم دور سے دیکھا کرتے تھے اب تیزی سے ہماری طرف بڑھ رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ احمدی کا قدم صدق کی راہوں پر ہے۔ آپ کے مقدر میں بڑھنا لکھا ہے اور بڑھتے چلے جانا لکھا ہے۔ آگے بڑھیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی محبت کے پیمبر بن کر آگے بڑھیں۔

حضور ایدہ اللہ نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات کے حوالہ سے اس مضمون کی مزید وضاحت فرمائی اور پھر خطاب کے آخر پر افتتاحی دعا کروائی۔

اطاعت ہی ہے جو آپ کو توحید پر اکٹھا کرے گی

نعرے لگانے کے متعلق ضروری ہدایت

جلسہ سالانہ برطانیہ کے افتتاحی اجلاس میں حضور ایدہ اللہ کے خطاب سے قبل پڑھی جانے والے نظم کے دوران جب حاضرین نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر نعرے بلند کر رہے تھے ایک موقعہ پر حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ کے اشارے سے نعروں سے روکا لیکن پھر بھی فوری طور پر نعرے رکے نہیں۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے نعرہ لگانے والوں سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ جب میں ہاتھ کے اشارے سے روکتا تھا پھر آپ کیوں نہیں رکے۔ یہ جائز بات نہیں ہے۔ یہ تقویٰ کے خلاف ہے، اس اطاعت کی روح کے خلاف ہے جس کے بغیر ہم تمام دنیا کو امت واحدہ میں تبدیل کر ہی نہیں سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ نعرے نہیں ہیں جن سے دنیا فتح ہوگی۔ توحید کے نعرے سے دنیا فتح ہوگی اور توحید کے نعرہ میں امام اور جماعت کے درمیان کوئی فرق نہیں ہوا کرتا۔ ایک ہی ہاتھ اٹھتا ہے تو سب ہاتھ اٹھتے ہیں۔ ایک آواز اٹھتی ہے تو سب آوازیں اٹھتی ہیں۔ ایک اشارے پر لوگ اٹھتے ہیں اور بیٹھتے ہیں اور اطاعت ہی ہے جو آپ کو توحید پر اکٹھا کرے گی۔ اس لئے اپنے وقتی جوشوں سے مغلوب ہو کر اعلیٰ مقاصد کو قربان نہ کریں۔

اس موقعہ پر نعرے لگانے والوں میں بعض لوگ ناسمجھی سے احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگانے کے بعد پھر اسلام زندہ باد کا نعرہ لگا رہے تھے اور نعروں میں طبعی ترتیب کو نظر انداز کر رہے تھے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ایک نعرہ ہے جس کا ہمیشہ مجھے تردد ہوتا ہے کیونکہ وہ نعرہ غلط فہمی پیدا کرنے والا ہے۔ احمدیت زندہ باد کا نعرہ لگانے کے بعد اسلام کا خیال آتا ہے تو اسلام زندہ باد کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اس سے انہیں جو ہمیں نہیں جانتے وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں کہ احمدیت کا نعرہ تو دل سے لگایا اور پھر اسلام کا دکھاوے کی خاطر بعد میں شامل کر لیا گیا ہے۔ یہ نہایت ظالمانہ تاثر ہے مگر اس ظلم کے آپ ذمہ دار ہے کہ جوش میں آکر یہ نہیں دیکھتے کہ پہلی دل کی بے ساختہ آواز اسلام کے نام پر اٹھنی چاہئے۔ پھر تشریح کے طور پر خدا کے فضل کے تشکر کے اظہار کے لئے کہ آج اس نے محمد مصطفیٰ کی احمدی شان کو اسلام کا نمائندہ بنا دیا ہے احمدیت کہیں تو ہرگز یہ تفریق نہیں ہے۔ مگر آج کے بعد یہ ہرگز الگ نعرہ نہ لگائیں۔

حضور نے ہدایت فرمائی کہ آئندہ سے "احمدیت یعنی حقیقی اسلام"، "اسلام احمدیت" کے نعرے لگائیں تا کہ ہمارے دل کی جو کیفیت ہے وہی ظاہر ہو اور وہ لوگ جن کے دل میں مرض ہے ہم بے وجہ ناحق ان کے مرضوں میں اضافے کا موجب نہ بنیں۔

بقیہ | خلاصہ خطبہ جمعہ

حضور نے فرمایا نیک کاموں میں تعاون اور تقویٰ میں تعاون کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ نیکی کی بنا پر تعاون کرو اور تقویٰ کی بنا پر تعاون کرو۔ یہ مضمون دنیا کے دوسرے بہت سے تعاون کرنے والوں سے الگ کر دیتا ہے۔ اللہ کی محبت میں تعاون اور نیکی سے محبت کی وجہ سے تعاون یہ دونوں چیزیں بہت کم اکٹھی ملتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کو کھینچنے کے لئے یہ آیت کریمہ بہت عمدہ گر ہمیں بتاتی ہے۔ اگر رضائے باری تعالیٰ پیش نظر ہو اور اس کی رضا کی خاطر تعاون کریں گے تو ہر نیکی آپ کی دنیا بھی سنوار جائے گی اور عاقبت بھی سنوار جائے گی۔

حضور ایدہ اللہ نے "ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان" کے مضمون کو بھی تفصیل سے بیان فرمایا اور آنحضرتؐ کی حدیث کے حوالہ سے اس کی وضاحت فرمائی۔ اور بتایا کہ برائی سے روکنے کے لئے طاقت کے استعمال کا صرف اس وقت اختیار ہے جب خدا آپ کو اس پر مامور فرماتا ہے اور صرف ایسے معاملات میں جب کوئی شخص ایسے کام کرے جس سے وہ قوم کو برباد کرتا ہے۔ اس مضمون کو بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ جب میں کہتا ہوں کہ چھوٹے سے چھوٹے عہدیدار کی بھی اطاعت کریں تو یاد رکھیں وہ اطاعت کرنا آپ کے نیکی میں تعاون کے جذبہ سے تعلق رکھتا ہے۔ حضور نے نصیحت فرمائی کہ جماعت کو ایک دوسرے سے نیکی میں تعاون کرنا حرز جان بنالینا چاہئے۔

حضور نے فرمایا کہ نظام جماعت کی بقا اطاعت پر منحصر ہے اور اطاعت کی بقا تعاون علی البر پر منحصر ہے۔ یہ وہ مزاج ہے جو اطاعت کی روح پیدا کرتا ہے۔ حضور نے البانیہ سے آئے ہوئے مہمانوں اور بعض دیگر معززین کے حوالہ سے بتایا کہ جماعت کی اس تعاون کی روح سے وہ بے حد متاثر ہوئے اور اسی جذبہ کو دیکھ کر گیمبیا کے ایک چیف نے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کو قبول کرنے کی سعادت پائی۔

حضور نے نصیحت فرمائی کہ "بر" اور "تقویٰ" پر تعاون کو آگے بڑھاتے رہیں۔ یہ تعاون پہلے گھروں میں کرنا ہوگا۔ گھروں کو "تعاونوا علی البر والتقویٰ" کی آماجگاہ بنا دیں۔ یہ طاقتور اور غالب آنے والی روح ہے اور لازماً اسے غلبہ نصیب ہوتا ہے۔

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPAR ES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسرسائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
ARROW GYM
تندرستی ہزار نعمت ہے
M . A SALEEM (BODY BUILDER)
H . NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A . P) ☎ 041-219036 INDIA

وقت کے ساتھ ساتھ ہر شعبہ میں جماعت ترقی کر رہی ہے اور یہ ترقی ہمارے لئے عجز کا سامان کرنے کا موجب ہے۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ سرے) (۲۱ جولائی) سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج جلسہ سالانہ برطانیہ کے انتظامات کا باقاعدہ افتتاح فرمایا۔ اس موقعہ پر رضاکاران سے خطاب سے قبل حضور ایدہ اللہ نے مکرم آفتاب احمد خان صاحب (امیر برطانیہ) مکرم عبدالباقی ارشد صاحب (افسر جلسہ سالانہ) و دیگر ناظمین کے ہمراہ جلسہ گاہ اور اسلام آباد میں قائم دیگر مختلف انتظامات کا معائنہ فرمایا اور موقعہ پر ضروری ہدایات سے نوازا۔ بعد ازاں اس جگہ تشریف لائے جہاں رضاکاران باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ اپنے اپنے ناظم کے پیچھے شعبہ وار لائنوں میں ایستادہ تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے جملہ ناظمین کو شرف مصافحہ سے نوازا اور ان سے مختلف امور پر مختصر گفتگو فرمائی۔ پھر سٹیج پر تشریف لائے جہاں تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے بعد حضور انور نے انگریزی زبان میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جس نے ہمیں پھر ایک دفعہ جلسہ کے انتظامات کے آغاز کے لئے اکٹھا ہونے کا موقع دیا۔ اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آج ہی کام شروع ہوا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ کام اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ تمام انتظامات مکمل ہیں کیونکہ رضاکاران کی ایک تعداد سارا سال اگلے جلسہ کے انتظامات کی تیاری میں مصروف رہتی ہے۔ اس تقریب کا مطلب یہ ہے کہ یہ انتظامات کی تکمیل کا دن ہے۔

حضور نے فرمایا کہ تمام دنیا میں احمدی رضاکاران ایک ایسی روح اور جذبہ کے ساتھ آراستہ ہیں جو منفرد اور ممتاز ہے۔ حضور نے فرمایا کہ پاکستان کے ایک تجربہ کار ریٹائرڈ آرمی آفیسر نے بتایا کہ انہوں نے جماعت کے رضاکاران میں جو جذبہ دیکھا ہے وہ ان کے لمبے فوجی ملازمت کے عرصہ میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ حضور نے فرمایا کہ وقت کے ساتھ ساتھ یہ جذبہ کمزور ہونے کی بجائے بڑھ رہا ہے اور ہر شعبہ میں جماعت ترقی کر رہی ہے۔ یہ ترقی ہمارے لئے عجز کا سامان کرنے کا موجب ہے۔ حضور نے بتایا کہ انتظامات جلسہ میں ہر سال بہتری ہو رہی ہے۔ جہاں تک کام کی کوالٹی کا تعلق ہے تمام برطانیہ سے رضاکاران یہاں آتے ہیں اور بغیر کسی قسم کے تفاخر یا اظہار کے خاموشی سے کام کرتے ہیں گویا انہیں کسی نے دیکھا نہیں۔ لیکن میں انہیں یاد دلاتا ہوں کہ دین کے لئے ان کے کام کے ہر منٹ کو نوٹ کیا جارہا ہے اور وہ سب کچھ اس ذات کی نظر میں ہے جس کی نظر میں آنا ہی اصل اجر ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اگر کوئی خدا کی خوشنودی اور اس کی رضا کو پیش نظر رکھے بغیر کوئی کام کرتا ہے تو وہ کام ضائع ہو جاتا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ کوئی اچھا کام کرے تو وہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے دیکھیں۔ احمدیوں میں یہ تربیت ہے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان کی مذہبی لیڈر شپ اسے دیکھتی ہے یا نہیں لیکن اس سے بھی بڑھ کر اصل چیز یہ ہے کہ خدا کی پیار کی نظر ہم پر پڑتی ہے یا نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ تعریف کا ہونا تو لازمی امر ہے لیکن اصل تعریف وہی ہے جو خدا کی طرف سے ہو اور یہ بھی الحمدللہ کا ایک مطلب ہے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا سے تعریف پانا اجر کا آغاز ہے جو اس دنیا میں شروع ہو کر اگلی دنیا تک جاری رہتا ہے۔ اللہ آپ پر، ہم سب پر رحم فرمائے۔ تمام احمدی اور وہ بھی جو ابھی احمدی نہیں ہیں وہ بھی میری دعا میں شامل ہیں۔ دنیا مر رہی ہے اور اسے اس زندگی کے پانی کی ضرورت ہے جو ہم نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پایا اور اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں آگے جاری فرمایا۔

حضور نے خطاب کے آخر پر دعا کروائی اور پھر ملحقہ مارکی میں جملہ ناظمین کے لئے چائے کا انتظام تھا جس میں ازراہ شفقت حضور ایدہ اللہ بھی کچھ وقت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اس موقعہ پر پاکستان اور بعض دیگر ممالک سے آئے ہوئے خصوصی نمائندگان بھی موجود تھے۔

ضروری اعلان

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر ہر جمعہ کے روز اردو میں اور ہر اتوار کے روز انگریزی میں سوالات کے جوابات بیان فرماتے ہیں۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی سوال ہو اور آپ اس کا جواب چاہتے ہوں تو سوال انگریزی یا اردو میں لکھ کر بذریعہ ڈاک یا بذریعہ فیکس مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کے نام لندن بھجوا دیں۔ انشاء اللہ اولین فرصت میں وہ سوالات حضور انور کی خدمت میں پیش کر دئے جائیں گے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۶ء کے موقع پر سٹیج پر تشریف رکھنے والے بعض معزز مہمانان

دانشوروں کی باتیں

پاکستان میں معاشرے کے کینسر کا ناسور پک چکا ہے

پاکستان کے ایک کالم نگار ڈاکٹر صفدر محمود لکھتے ہیں:

"ہماری بدقسمتی ہے کہ معاشرے سے خوف خدا بھی ختم ہو چکا ہے اور قانون کے تقدس کا تصور بھی دم توڑ چکا ہے۔ ان حالات میں انسان کو قانون شکنی سے کون سی طاقت روک سکتی ہے؟ انسان معاشرے کے رجحانات اور مجموعی فضا سے متاثر ہوتا ہے۔ بظاہر با اثر اور بڑے لوگوں کی تقلید کرتا ہے اور ہوا کے رخ کے مطابق چلتا ہے۔ جب معاشرے میں آوے کا آوا ہی بگڑ جائے۔ بڑوں چھوٹوں کی لوٹ مار کی کہانیاں زبان زد عام ہوں۔ سڑکوں سے لے کر محلات تک قانون کو پاؤں تلے روندا جارہا ہو۔ لاقانونیت کی آندھی چل رہی ہو اور احتساب و انصاف کے چراغ بجھ چکے ہوں تو ایسے میں لاقانونیت کے سمندر کو روکنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ اس وقت پاکستانی معاشرہ بھی ایسی ہی دردناک صورتحال کی تصویر بن چکا ہے اور ہم اس قدر اتھاہ پستی کا شکار ہو چکے ہیں کہ موجودہ حالات میں امید کی کوئی کرن نظر نہیں آتی۔ میں بنیادی طور پر ملک کے حوالے سے خوش فہم انسان ہوں لیکن لاقانونیت کی آندھی نے میری خوش فہمی کے دیئے بجھا دیئے ہیں اور مجھے یوں لگتا ہے جیسے کینسر کا ناسور پک چکا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ جب معاشرے کے کینسر کا پھوڑا پک جائے تو اس کا علاج سرجیکل آپریشن سے کیا جاتا ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ایک بڑے سرجیکل آپریشن کا وقت قریب ہے۔ کیا آپ بھی ایسا محسوس کرتے ہیں"۔

(جنگ لندن، ۲۳ جنوری ۱۹۹۶ء)

(مرسلہ: سی۔ آر۔ احمد، لندن)

عالمی بیعت ۱۹۹۶ء کا ایک منظر

"وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات ہے اور دائمی خوش حالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا"
(مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ارشاد نبوی

اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ

(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)

— (منجانب) —

رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینگولین کلکتہ۔ 700001

فون نمبرز۔

2430794·2481652·248522

☎ 543105

STAR☆ CHAPPALS

WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS

105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY

KANPUR - 1 - PIN 208001

طالب دعا:— محبوب عالم ابن محترم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم

M/S NISHA LEATHER

SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.

19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD

CALCUTTA - 700081.

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 29TH AUGUST 1996 ISSUE NO -35

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر
مختلف اجلاسات کی مختصر رپورٹ

لندن (نمائندہ الفضل) جماعت احمدیہ برطانیہ کے ۳۱ ویں سالانہ جلسہ کے افتتاحی اجلاس میں حضور انور ایدہ اللہ کی موجودگی میں مکرم ظفراللہ پونتو صاحب آف انڈونیشیا نے تلاوت قرآن کریم کی، مکرم نصیر احمد صاحب قمر نے ان آیات کا اردو ترجمہ پڑھا اور مکرم داؤد احمد صاحب ناصر (آف جرمنی) نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھا۔

دوسرے روز سہ پہر کے اجلاس میں مکرم فیروز عالم صاحب آف بنگلہ دیش نے تلاوت کی۔ مکرم محمد الیاس منیر صاحب (سابق اسیر راہ مولیٰ) نے ان آیات کا اردو ترجمہ اور مکرم چودھری محمد الیاس صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھا۔

اختتامی اجلاس میں مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب آف گھانا نے تلاوت کی۔ مکرم منیر الدین شمس صاحب نے ان ایات کا اردو ترجمہ پڑھا۔ کبابیر (حیفہ) کے خدام نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی قصیدہ کا انتخاب مل کر پڑھا جس کا اردو ترجمہ مکرم عبدالمومن طاہر صاحب نے کیا۔ پھر مکرم عصمت اللہ صاحب آف جاپان نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم نعتیہ کلام خوش الحانی سے پڑھا۔

اس کے علاوہ جلسہ کے دوسرے اجلاس کی صدارت مکرم الحاج حسین بن مونو صاحب امیر جماعت احمدیہ نائیجیریا نے فرمائی۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی اور اردو ترجمہ پڑھا۔ ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی صاحب اور مکرم عبدالحفیظ کھوکھر صاحب نے اردو نظمیں پڑھیں۔ اس اجلاس میں مکرم سلیم احمد ملک صاحب سکرٹری تبلیغ برطانیہ نے قرآن مجید کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب (امام مسجد فضل لندن) نے سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام "تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" کے موضوع پر خطاب کیا اور مکرم آفتاب احمد خان صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ نے "تربیت اولاد کے سنہری اصول" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔

اس اجلاس کا بقیہ پروگرام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ

اس اجلاس کا بقیہ پروگرام جلسہ گاہ مستورات سے سنا گیا جس میں مکرمہ عارفہ اقمیاز صاحبہ نے تلاوت قرآن کریم کی اور مکرمہ امۃ الحیٔ خان صاحبہ نے اردو ترجمہ پڑھا۔ قصیدہ عربی عزیزہ منال (کبابیر) نے پڑھا اور عزیزہ شوکت جہاں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھ کر سنایا جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے مستورات سے خطاب فرمایا۔

جلسہ سالانہ کے چوتھے اجلاس کی صدارت مکرم مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ (امیر جماعت ہائے احمدیہ صوبہ پنجاب پاکستان) نے فرمائی۔ مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب آف جاپان نے تلاوت قرآن کریم کی اور اس کا اردو ترجمہ پڑھا۔ مکرم محمد اسحٰق صاحب آف جرمنی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام پڑھا۔ اس کے بعد مکرم زاہد خان صاحب نے سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اہل بیت و اولاد سے حسن سلوک) کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر افتخار احمد صاحب ایاز صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تھی جس کا موضوع دعوت الی اللہ کی اہمیت اور وقت کے تقاضے تھا۔

کی مجلس عرفان تھی جس میں ۳۵۰ غیر مسلم احباب مدعو تھے۔ یہ مجلس انگریزی زبان میں نشر ہوئی۔ اس کے بعد عالمی بیعت ہوئی اور سجدہ شکر ادا کیا گیا۔

باجماعت نماز تہجد، درس القرآن و درس حدیث

جلسہ سالانہ کے ایام میں خاص طور پر نماز تہجد باجماعت ادا کرنے کا اہتمام کیا گیا۔ مکرم حافظ فضل ربی صاحب، مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب، مکرم سیوطی عزیز صاحب اور مکرم یٰسین ربانی صاحب نے نماز تہجد کی امامت فرمائی۔

نماز فجر کے بعد مکرم حافظ احمد سعید جبریل صاحب، مکرم کیپٹن شمیم احمد خالد صاحب اور مکرم ابراہیم بن یعقوب صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا۔ مکرم مولانا عطاء اللہ کلیم صاحب اور مکرم منیر الدین صاحب شمس نے حدیث کا درس دیا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

نعت
بادشاہِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم

بادشاہ دو جہان کو دیکھو
میرے آقا کی شان کو دیکھو
جس کی خاطر یہ کائنات بنی
اس کے حسن و احسان کو دیکھو
جو رحمت ہے سب جہانوں کا
اس کی رحمتِ بیکراں کو دیکھو
گاڑا پرچم توحید کا جس نے
اس بہادر پہلوان کو دیکھو
جس پہ نازل ہوا قرآن پاک
اس کے علم و عرفان کو دیکھو
کاش آئیں وہ میری خوابوں میں
میرے دل کے ارمان کو دیکھو
ہم نے سب اس سے پایا
اس کے چشمۂ فیضان کو دیکھو

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۶ء کی تصویری جھلکیاں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد لوگوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے